زینت مطابع الوارثین
حسب فرمائش ابو المظفر شرف الدین احمد صوفی تاجر کتب میرٹھ
ریاض اکبر
اصلی اذان اکبر
معہ
کیفیت جشن وارث
مصنفہ عطار ثانی صوفی خواجہ محمد اکبر خان صاحب اکبر وارثی
مطبوعہ مطبع مجیدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو الوارث

کعبے مین بتکدے مین روشن ہے نور تیرا
یان بھی ظہور تیرا وان بھی ظہور تیرا

کوئی نہین ہے خالی ہے یہ وہ ذکر عالی
پڑھتے ہین سب وظیفہ وحش و طیور تیرا

گم کر دیا ہے خود کو یا شک طلب مین تیری
اٹھون گا نام لیتا روز نشور تیرا

بیحد مین گرچہ عصیان اسبات پر ہون نازان
سنتا ہون نام یارب رب غفور تیرا

فانوس چشم مردم قندیل خوش نما ہین
آنکھون کی پتلیون مین روشن ہے نور تیرا

بندے کو کب ہے شایان یہ شان کبریائی
زیبا ہے بس تجھی کو پیارے غرور تیرا

مظہر ہے ذرہ ذرہ خورشید احدیت کا
غافل جو تو نہ دیکھے یہ ہے قصور تیرا

تو مہر ہے مین ذرہ تو بحر ہے مین قطرہ
تجھ سے ظہور میرا مجھ سے ظہور تیرا

شان جمال وارث جلوہ دکھا رہی ہے
دل [illegible]

کن سے پہلے ہستیِ عالم کا یہ نقشا نہ تھا
ایک اُسکے نور سے معمور وحدت خانہ تھا

شمع کی صورت ہوا روشن جو فانوسِ خیال
دل میں تیری لو لگی تھی دل ترا پروانہ تھا

ایسی ہمت کس میں تھی لیتا ترے لینے کا نام
قیمت کونین ادنےٰ ناز کا بیعانہ تھا

رات اُس ساقی کو دیکھا ہے عجب انداز سے
مے کی مینا تھی بغل میں ہاتھ میں پیمانہ تھا

چشم بینا کے لئے ہر شے میں ہے وہ جلوہ گر
لن ترانی تو فقط اندازِ معشوقانہ تھا

صورتِ ظاہر مٹا کر کی جو باطن پر نظر
سر سے پاؤں تک جمالِ جلوۂ جانانہ تھا

کیوں نہ ہو عشقِ مجازی سے حقیقی کو فروغ
بن گیا کعبہ وہاں پہلے جہاں بت خانہ تھا

سن کے حکم فی السماء رزقکم ما توعدون
دستِ استغنا میں اپنے رزق کا پیمانہ تھا

عشق کی منزل میں اکبر سو جگہ رکھتا قدم
عشق بازوں کا سرِ عرشِ بریں کاشانہ تھا

گل میں تو تجھ میں نمو تھا مجھے معلوم نہ تھا
ہر طرف باغ میں تو تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہو الاول ہو الآخر ہے نص سے ثابت
دل مرا خانۂ ہو تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں بھی پی لیتا جو ہوتا کوئی تقدیر میں جام
دستِ ساقی میں سبو تھا مجھے معلوم نہ تھا

کر گیا سیکڑوں کو شکل دکھا کر بیتاب
کون یہ آئینہ رو تھا مجھے معلوم نہ تھا

میری صورت کو بنا کر مجھے دیکھا تو نے
میرے آئینہ میں تو تھا مجھے معلوم نہ تھا

سیکڑوں ذبح کئے سیکڑوں کو جان بخشی
کون یہ عربدہ جو تھا مجھے معلوم نہ تھا

زاہدا جانے دے شراب تو اسی میں پی لے
یہ تو ظرفِ وضو تھا مجھے معلوم نہ تھا

کون ہوں کیا ہوں نہیں کچھ مری حقیقت کو نہ پوچھ
جلوۂ وادیٔ ہو تھا مجھے معلوم نہ تھا

جسکی رنگت پہ ہیں سیکڑوں کے دل اکبر

وہ حنا تھی کہ لہو تھا مجھے معلوم نہ تھا

یار پردہ میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا — پردہ آنکھوں پہ پڑا تھا مجھے معلوم نہ تھا

تجھسے اقرار کئے کچھ نہ کیا دنیا میں — کیا کہوں بھول گیا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کسی صورت سے منالینا خوشامد کرنا — یار تو مجھ سے خفا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہر جگہہ تھا وہ خدا دیکھا جو نیچے اوپر — ایک نقطہ میں جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہاں مگر اہل وفا کی تھی محبت تجھ سے — باقی جور و جفا تھا مجھے معلوم نہ تھا

احد احمدؐ کا معما نہ کھلا ہے نہ کھلے — پردہ میم میں کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا

خوب لی میری خبر خوب میرے گھر آیا — خوب یہ وعدہ کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کعبہ و دیر میں کچھ دیکھ لیا آنکھوں سے — ذکر ہی میں نے سنا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیکھنا چاہتے تھا دیدۂ دل سے اکبر
میری صورت میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کیا شیخ کیا برہمن لیتے ہیں نام تیرا — گر یہ ہے رام تیرا وہ ہے غلام تیرا

سنتا ہوں نام نامی خیر الانام تیرا — رستے پہ گمرہوں کو لانا ہے کام تیرا

نیچے قدم کے آکر ہوتا تھا موم پتھر — تھا پاس ناز یاں تک نازک خرام تیرا

جنت ہے تیرا کوچہ طوبیٰ ہے نخل طیبہ — جبرئیل تیرا خادم رضوان غلام تیرا

آنکھوں میں شوق تیرا لذت زبان پہ تیری — دل میں خیال تیرا لب پر ہے نام تیرا

ہے تجھ سے کون خالی دیر و حرم کے والی — یاں بھی مقام تیرا واں بھی مقام تیرا

عرش بریں کی خلوت درگاہ خاص تیری — فرش زمیں کی وسعت دربار عام تیرا

لے لیکے فیض تجھسے دیتا دعا ہوں تجھکو — پی پی کے جام تیرا لیتا ہوں نام تیرا

سن سنکے سخن ہوں صوفی پڑھ پڑھ کے خوش ہوں قدسی
مقبول دو جہان ہو اکبر کلام تیرا

وہ دو جہان کے حسینوں میں انتخاب رہا
کہ رشک حسن سے جلتا ہی آفتاب رہا

دکھا دکھا کے ادائیں اوٹھا اوٹھا کے نقاب
ہلا ہلا کے زمین کو ترا شباب رہا

وہ لاجواب ہیں بیشک مگر مرے خط کا
جواب دے نہ سکے میں بھی لاجواب رہا

سیاہ بختی کے بل بعد مرگ بھی نہ گئے
کسی کے کاکل پیچان کا پیچ و تاب رہا

غبار حسرت عاشق ہوں دشت گردش میں
بگولا وار پھرا خانمان خراب رہا

نبھا نہ سکی پس مردن بھی بد کی عادت بد
کہ رسی جل گئی انداز پیچ و تاب رہا

تمہاری نگاہیں اوسے بچی زبان سے چاٹ گیا
جو کوئی قطرہ مئے ساغر شراب رہا

یہ کیا لکھا کہ کبھی کی نہیں مری تعریف
تو رشک ماہ رہا رشک آفتاب رہا

ہیں ایک بوسہ کے ہم زیر شکر و احسان
تمہیں جو دیدیا دل اسکا کیا حساب رہا

لیتے ہی جاؤ نگاہیں آپ بھی دیجاتیں
مرا سوال رہا آپ کا جواب رہا

ہمیں تو نزع میں مدفن میں حشر میں بھی یاد
تری ادا ترا غمزہ ترا شباب رہا

ہیں خال مصحف عارض کے نقطے لونی
تری کتاب رہی میرا انتخاب رہا

خدا ہی بچے تجھے اس اکبر خدا کے بندے سے
کبھی نہ یاد خدا کی سدا خراب رہا

حسینوں میں وہ گل ہے جدا سب سے اپنی رنگت کا
ادا کا ناز کا عشوہ کا شوخی کا شرارت کا

قیامت کا نمونہ ہے ترے انداز قامت کا
قدم کو چومتا پھرتا ہے ہر فتنہ قیامت کا

نگاہیں گرم ہیں خنجر بکف ہیں اور یہ کہتے ہیں
وہ آئے سامنے ارمان ہو جسکو شہادت کا

وہ رشک ماہتاب آتا نہیں دلبر اندھیرا ہے
چمکتا کیوں نہیں یارب ستارہ میری قسمت کا

ہیں عشق آباد دل میں کشتگان حسن کے خیمے
کہیں تربت ہے ارمان کی کہیں مدفن ہے حسرت کا

بنایا ہے خدا نے اس حسین کو دست قدرت سے
حسینوں میں کہیں معشوق کوئی اسکی صورت کا

ترا ورنہ بار ہوگا خود بھی وہ تشریف لائینگے
اجل کے ہاتھ میں پیغام ہے محشر کی دعوت کا

تو دل مہدی نکل باہر ہے رہ میں منتظر تیرا
ہوا خون ارمان کا بگولہ خاک حسرت کا

تڑپ جاتے جو بجلی دیکھ لے تیری تجلی کو
ترے جلوہ سے منہ پھر جائے خورشید قیامت کا

یہ کیونکر ہفت اقلیم سخن پر تیرا قبضہ ہو
کہ اکبر شاہ ہے تو اکبر آباد فصاحت کا

سکندر اب کہاں آئینہ خانہ بزم امکان کا
اندھیری گور میں کر یاد چشمہ آب حیوان کا

سر مدفن یہ کہتا تھا ملکر ہاتھ جانان کا
مرے عاشق کیا آباد کیوں گوشہ بیابان کا

تری لو لگ رہی ہے شعلہ غم سے پگھلتا ہی
ترے پروانہ میں اک گل ہے عالم شمع سوزان کا

بھلوں کا کام ہے سب سے بھلائی کرتے رہتے ہیں
برا چاہے جو انسان کا برا ہو ایسے انسان کا

ہمارے دل کے ویرانہ میں مٹی ہو گئے ارمان
فقیروں کی کٹی میں ڈھیر ہے خاک بیابان کا

حیا کا پردہ یکسر اٹھ گیا پردہ نشیں اب تو
کھلے بندوں یہ آنکھیں دل اچک لیتی ہیں انسان کا

ہزاروں عیب اپنے دل میں رکھکر بھول جاتے ہیں
بنایا ہے خدا کے گھر میں تمنے طاق نسیان کا

مثل سچ ہے بشر سے آدمی ہے بے ہنر حیوان
ہنر مند و ہنر سیکھو ہنر زیور ہے انسان کا

نشے بھرتے ہیں گلرویوں کی ہم سادہ دل اور بھر
پڑا ہے باب پنجم عشق سے مکتب میں گلستان کا

نہ لو گے نام قاتل حشر میں اتنا تو کہدوں گا
کہ ہے اک نازنین نازک بدن رنگین ادایان کا

اسے جلاد نے لیکے آنکھوں سے لگا رکھے
نہیں تھا محضر خون رگ جان قاتل کے دامان کا

نہ آئی نیند مدفن میں بھی آکر ہائے بیتابی
فسانہ کہہ رہی ہے شمع رو کر بزم جاناں کا

بہت سچا کسی کا قول ہے شدت سے غفلت ہے
بنا مخدوم اُنکا جو بنے خادم ان کے دربان کا

عدو اور وہ بلاتے تمکو میرے پاس آتے ہیں
صنم لاحول بھیجو نام مت لو ایسے شیطان کا

نہ بولو اے بتو اتنا جہل سے گفتگو ہوکر
لیا اس بولتے نے راستہ شہر خموشاں کا

ہوئی ہیں خاک کیسی حسرتیں صحرائے غربت میں
جہاں دیکھو وہیں تودہ ہے اک ریگ بیاباں کا

پتہ کیا جانتے ہو اے نامہ بر نام ہیں اُن کے
جفا پرور ستمگر شوخ چنچل چلبلا بانکا

نکالے سے بھی نکلا ان کے در سے اسطرح اکبر
کبھی بیٹھا کبھی اوٹھا کبھی تاکا کبھی جھانکا

سمائے کیوں نہ انسانکی نظر میں حسن انسان کا
کہ ہے اس خاک کے پتلے میں مظہر ذات سبحان کا

سہارا ملتا ہے بوسہ سبزہ رخسار جاناں کا
پھلے پھولے الٰہی بیل بوٹا اس گلستان کا

میں اُڑ جاؤنگا محفل سے تری خود اوپری ہوکر
رواں ہوں فرش مخمل کا دھواں ہوں شمع سوزاں کا

تمہارا نام ہوتا ہے ہمارا کام ہوتا ہے
اُتارو سر کو تن سے سر پہ رکھو بار احسان کا

یہاں کیوں قاف سے آکے پریاں گرد پھرتی ہیں
مرے مدفن میں تختہ ہے کوئی تخت سلیماں کا

نہیں ملتا کہیں تو گوشہ گوشہ ڈھونڈ آیا ہوں
چمن کا کوہ کا دریا کا بستی کا بیابان کا

میں اُس کو دیکھتے ہی ہو گیا سو جان سے قربان
ہلال عید نے دھوکا دیا ابروئے جاناں کا

ہوا سے سبزہ رخسار نے کیا جان ڈالی ہے
اڑا جاتا ہے طوطی بنکے ہر پتہ گلستاں کا

پریشاں کر کے اکدن خاک میں ہمکو ملائیگا
بکھرنا زلف پیچاں کا نکھرنا حسن جاناں کا

میں وہ تنگ دو عالم تھا کہ میرا دم نکلتے ہی
کنارا کر گئے احباب پر گور نے داماں کا

مری میت پہ بھی لایا عدو کو ساتھ اپنے
جلانا کب روا ہے اوبت کافر مسلماں کا

وہ رشک ماہتاب آتا نہیں دل لیے اندھیرا ہے
چمکتا کیوں نہیں یارب ستارہ میری قسمت کا

ہیں عشق آباد دل میں کشتگانِ حسن کے خیمے
کہیں تربت ہے ارمان کی کہیں مدفن ہے حسرت کا

بنایا ہے خدا نے اِس حسین کو دستِ قدرت سے
حسینوں میں نہیں معشوق کوئی اسکی صورت کا

ترا دربار ہوگا خود بھی وہ تشریف لائینگے
اجل کے ہاتھ میں پیغام ہے محشر کی دعوت کا

دلِ مُردہ نکل جاتا ہے رہ میں منتظر تیرا
ہیولا خون ارمان کا بگولہ خاکِ حسرت کا

تڑپ جاتے جو بجلی دیکھ لے تیری تجلی کو
ترے جلوہ سے منہ پھر جائے خورشید قیامت کا

نہ کیونکر سلطنت اقلیم سخن پر تیرا قبضہ ہو
کہ اکبر شاہ ہے تو اکبر آبادِ فصاحت کا

سکندر اب کہاں آئینہ خانہ حرم امکان کا
اندھیری گور میں کر یاد چشمہ آبِ حیوان کا

سرِ مدفن یہ کہنا ہاتھ مل کر ہائے جانان کا
مرے عاشق کیا آباد کیوں گوشہ بیابان کا

تری لو لگ رہی ہے شعلۂ غم سے پگھلتا ہی
ترے پروانہ میں آگ لگی ہے عالم شمع سوزان کا

بھلوں کا کام ہے سب سے بھلائی کرتے رہتے ہیں
برا چاہے جو انسان کا برا ہوا ایسے انسان کا

ہمارے دل کے ویرانہ میں مٹی ہو گئے ارمان
فقیروں کی کٹی میں ڈھیر ہے خاکِ بیابان کا

حیا کا پردہ یکسر اٹھ گیا پردہ نشیں اب تو
کھلے بندوں یہ آنکھیں دل اچک لیتی ہیں انسان کا

ہزاروں عیب اپنے دل میں رکھ کر بھول جاتے ہیں
بنایا ہے خدا کے گھر میں تم نے طاق نسیان کا

مثل سچ ہے ہنر سے آدمی ہے بے ہنر حیوان
ہنر مندو ہنر سیکھو ہنر زیور ہے انسان کا

سبق پڑھتے ہیں گلرویوں کی ہم سادہ دلی او پر
ترا ہے باب پنجم عیب ہے مکتب میں گلستان کا

نہ لوٹا نام قاتل حشر میں اتنا تو کہہ دوں گا
کہ ہے اک نازنین نازک بدن رنگین ادایان کا

اسے جلاد سے لیکے آنکھوں سے لگاتے تھے
ہمیں تھا خنجر خون پر گمان قاتل کے دامان کا

نہ آئی نیند مدفن میں بھی آکر ہائے بیتابی
فسانہ کہہ رہی ہے شمع رو کر بزم جاناں کا

بہت سچا کسی کا قول ہے تقدیر مرت سے عظمت ہے
بنا مخدوم اُنکا تھے خادم ان کے دربان کا

عدو اور وہ بلاتے تمکو میرے پاس آسکتے
صنم لاحول بھیجو نام مت لو ایسے شیطان کا

نہ بولو اے بتو اتنا بھی جل سے گفتگو ہو کر
لیا اس بولتے نے راستہ شہر خموشاں کا

ہوئی ہیں خاک کتنی حسرتیں صحرائے غربت میں
جہاں دیکھو وہیں تو وہ ہے اک ریگ بیابان کا

پتہ کیا چاہتے ہو اے نامہ بر یہ نام ہیں اُن کے
جفا پرور ستمگر شوخ چنچل چلبلاپن کا

نکالے سے بھی نکلا ان کے در سے اسطرح اکبر
کبھی بیٹھا کبھی اوٹھا کبھی تاکا کبھی جہانکا

سمائے کیوں نہ انسانکی نظر میں حسن انسان کا
کہ ہے اس خاک کے پتلے میں مظہر ذات سبحان کا

سہارا ملتا ہے بوسہ سبزۂ رخسار جاناں کا
پھلے پھولے الٰہی بیل بوٹہ اس گلستان کا

میں اُڑ جاؤنگا محفل سے تری خود اوپری ہو کر
دھوان ہوں فرش مخمل کا دھوان ہوں شمع سوزانکا

تمہارا نام ہوتا ہے ہمارا کام ہوتا ہے
اُتارو سر کو تن سے سر پہ رکھدو بار احسان کا

یہاں کیوں قاف سے آکے پریاں گر ٹھہری ہیں
مرے مدفن میں تختہ ہے کوئی تخت سلیمان کا

نہیں ملتا کہیں لو گوشہ گوشہ ڈھونڈ آیا ہوں
چمن کا کوہ کا دریا کا بستی کا بیابان کا

میں اُس کو دیکھتے ہی ہو گیا سو جان سے قربان
ہلال عید نے دھوکا دیا ابروے جاناں کا

ہوائے سبزۂ رخسار نے کیا جان ڈالی ہے
اُڑا جاتا ہے طوطی نکلے ہر غنچہ گلستان کا

پریشان کر کے اکدن خاک میں مجھکو ملائیگا
بکھرنا زلف پیچان کا نکھرنا حسن جاناں کا

میں وہ تنگ دو عالم تھا کہ میرا دم نکلتے ہی
کنارا کر گئے احباب پر دلکو ہے ڈر ان کا

مری میت پہ بھی لایا عدو کو ساتھ ساتھ اپنے
جلانا کب روا ہے اوس بت کافر مسلمان کا

چھپے ہیں آفتاب آسمان ہزاروں داغ دل اپنے / نہاں ہے سینہ پرداغ مغرب مشرقستان کا

ستمہارے سوختہ ساماں کی آہوں سے نکلتا ہے / دہواں حسرت کا لپٹیں آرزو کی شعلہ ارمان کا

کیا کرتے ہیں خاطر اپنے گھر آئے مسافر کی / ستانا کب روا ہے اختیار گور مہمان کا

ادبا جیلوں نے انکے مقبروں میں جہاد لٹکا / دہواں اٹھتا نہ تھا جنکے ادب سے شمع سوزاں کا

مرا دل پاؤں ہے ملکر کف افسوس ملتے ہیں / نہ اڑ جائے کہیں رنگ حنا ہیہات جانان کا

ہے وقت نزع اے ہمدم تو نظر کے سامنے بیٹھو / ہمارا دم نکلتا ہے تمہیں دیکھو کا ارمان کا

کئے ایجاد کیا کیا نسخہ جان بخش حکمت سے / مگر پھر بھی گیا منہ میں اجل کے لقمہ لقمان کا

محب ذوق سخن ہے شاعروں پر کیوں نہ غالب ہو / کرے گی روح قبضہ ترجمہ اکبر کے دیوان کا

غضب ہے ترا اک نظر دیکھ لینا / قیامت نہ ہو فتنہ گر دیکھ لینا

سنبھالو تو تم اپنی تیغ ادا کو / مری جاں ہی کے ہنر دیکھ لینا

مرا کشتہ ہونا تری چشم پوشی / جلانا مرا اک نظر دیکھ لینا

یہی سرکشی ہے اگر تیری ظالم / کٹا دیں گے ہم اپنا سر دیکھ لینا

ہے باریک تار نظر سے زیادہ / دکھائی نہ دے گی کمر دیکھ لینا

جدائی میں لب خشک ہیں چشم تر ہیں / ادھر بھی شہ بحر و بر دیکھ لینا

ہے یہ طور آنکھوں کا فرقت میں تیری / ادھر دیکھ لینا ادھر دیکھ لینا

میں چھٹ جاؤں گا بار پرسش عمل سے / عنایت سے تم اک نظر دیکھ لینا

تماشے نہ آنکھوں میں دل میں تجھے ہم / پسند آئے جو تجھکو گھر دیکھ لینا

جلا کر تو لے شمع اک دل جلے کو / جلے گی سدا تا سحر دیکھ لینا

زمین پر ٹپک دے گی اے چرخ مجھکو / پہ آہ ستم پیچ الاثر دیکھ لینا

نہ پوچھو پتہ اکبر محزون کا
کہیں ہوگا تھامے جگر دیکھ لینا

گلاب سے جانب گلشن کسیکا / ہوا ہے چاک پیراہن کسیکا
جھلک کر سخت جانی تن کسیکا / ارادہ ہے پے کشتن کسیکا
مرے فانوس دل میں جلوہ گر ہے / چراغ عارض روشن کسیکا
صف مژگان کھڑی ہے تیغ ہوکر / کرے گی خون یہ پلٹن کسیکا
محبت کی جستجو دیر و حرم میں / نہیں پایا کہیں مسکن کسیکا
نہ مسجد میں زیارت کی کسی کی / نہ مندر میں ہوا درشن کسیکا
جہنم میں پڑے گلزار فردوس / ترے کوچہ میں ہو مسکن کسیکا
عدو اچھا ہے ہاں میں ہی برا ہوں / مگر ہے چاک کیوں دامن کسیکا
خموشی سے ہیں گویا تربت سراسر / سنیں گے خاک وہ شیون کسیکا
یہ کہتی ہے تمنا ٹھوکروں کی / ترے کوچہ میں ہو مدفن کسیکا
مشبک ہے نقاب روئے روشن / اسی غم سے گیا دل چھن کسیکا
یہ فتان بے بنیادی کہہ رہی ہے / ہمیں شایاں نہیں شیون کسیکا
جو میری زندگی چاہو عزیزو / سنگھا دو لا کے پیراہن کسیکا
لپٹ جائے گی اٹھ کر خاک حسرت / ہو آیا سر مدفن کسیکا
شب معراج کہتے تھے فرشتے / براق ناز ہے توسن کسیکا
اگر قرآن کا جامہ بھی پہنو / یقیں لائے نہ وہ بدظن کسیکا

چلو اکبر وہین چل کر رہین گے
کہ رشک خلد ہے آنگن کسی کا

یہ احسان ہے دم کشتن کسی کا
کہ خنجر ہے سر گردن کسی کا

تڑپے ہم دم کشتن یہ ڈر تھا
کہ تر ہو خون سے دامن کسی کا

قدم لے آٹھکے پھر اے خاک حسرت
گذر ہے پھر سر مدفن کسی کا

پئے گلگشت آتین حور و طلعت
کہ دل داغون سے ہے گلشن کسی کا

تمہاری چال نے محشر کو دی چال
نہ ٹھکرایا مگر مدفن کسی کا

لگا سے ٹھٹھے محفل مین کوئی
ہو تم سے چاک پیراہن کسی کا

مزا ہو وہ کہین چل دور اور مین
دبا لون ہاتھ مین دامن کسی کا

ہے جب خود پردہ در وہ حسن غماز
تجھے پردہ ہے کیا چلمن کسی کا

بچانا چشم افسون گر سے یارب
نہ چھینے دل یہ نبگان کسی کا

نہین ملتا ہے جو مل لو عزیزو
نہین کوئی پس مردن کسی کا

مجھے بھی بزم جانان مین جگہ دو
نہین ہون دوست و دشمن کسی کا

دماغ اڑتا ہے بوے مشک چین سے
سنگھا دو گیسوے پرفن کسی کا

ادا و ناز دو اور ایک عاشق
کسی کی جان ہو گی تن کسی کا

لگا تا ٹھوکرین دو چار ان کو
کسی رستہ مین ہو مدفن کسی کا

چھپائے اکبر عاصی کے سب عیب
بڑا ہے کس قدر دامن کسی کا

مطلع دل لوٹتا ہے عاشق دلگیر کا
آج تو پردہ اوٹھا دو روئے پر تنویر کا

دیکھ لے گر اک کرشمہ حسن عالم گیر کا
واعظ مرشد ہو چیلا اُس بت بے پیر کا

اچھی صحبت سے نتیجہ دیکھ لو تاثیر کا
صاحبان کشف میں رتبہ ہے کیا قطمیر کا

ڈر ہے مقتل میں تڑپنا دیکھکر نخچیر کا
ٹوٹ جاتے دم نہ اے قاتل تری شمشیر کا

جب خیال آتا تھا تیرے روے پرتنویر کا
چوم لیتا تھا میں اوٹھ کر منہ تری تصویر کا

میرے چشم شوق بوسہ لیتے لیتے رہ گئی
تاکہ پھیکا ہو نہ گل بوٹا تری تصویر کا

وہ بری شے ہے یہ ظلم و سرکشی محفل میں دیکھ
کاٹتے ہی سر کے منہ کالا ہوا گلگیر کا

ذبح کرتے ہی جو تم دامن جھٹکر چل دیے
خون اڑ اڑ کر لپٹتا تھا کہیں نخچیر کا

دیکھ صحبت کا اثر کیا قابل تسلیم ہے
سرخ ہو جاتا ہے منہ آتش میں آتش گیر کا

واپس آجاتی ہے جا کر جو تا قصر جلال
بے نیازی سے ہے ساز اس آہ کی تاثیر کا

میری آہ سرد کے جھونکوں میں اے شوخ صنم
لطف آجائیگا تم کو خطہ کشمیر کا

کر کے بیہوش شراب وصل گر لوٹیں ٹھیک
دے ابھی بوسہ بتا یا قاعدہ تعزیر کا

یہ دکھا دے گلشن فردوس ہے کتنا وسیع
یار دوزخ تو ہے اک عنصر مری تعمیر کا

کیا کروں زیب قلم اس سخت جانی کے سبب
خوں کشتن ہوے مجھ پر اس بت بے پیر کا

پر اوڑے دم ٹوٹ جائے منہ پھر مٹ جائے چھٹا
تیر کا شمشیر کا تدبیر کا تقدیر کا

ہاے اکبر سے یہ نفرت رکھ لیتے کا تو پیہ ہاتھ
سجدوں میں شور جب ہونے لگا تکبیر کا

کر لیجیے وعدہ آج تو بوس و کنار کا
دل توڑتے ہو کیوں کسی امیدوار کا

ٹھیرا ہے فیصلہ یہ مرے جسم زار کا
جان ناز یار کی ہے دل انداز یار کا

کیا پوچھتے ہو کیسے گذاری شب فراق
منہ تک رہی ہے آنکھ ترے انتظار کا

ہنسنے کے واسطے ہے بیان کی ہر ایک چوٹ ۱ | اڑتا ہے رنگ ہنسی کے نقش و نگار کا

جس گل سے تھی امید چڑھانے کا لا کے پھول | گل کر گیا چراغ وہ میرے مزار کا

اے دوست تو ہوا ہے جو میرا کہا سنا | ہے آج عزم قتل کہ کوئے یار کا

ہے قہر زیر زلف نہاں شہر شہر میں | تریاق نے بھی شور کیا مار مار کا

کیونکر گذر ہو آہ الٰہی میں کیا کروں | کہتے ہیں جس کو عرش وہ زینہ ہے یار کا

اکثر نظر وہ مصحف رخ ہو گیا نہاں | حافظ خدا ہے اب مرے صبر و قرار کا

بلبل نے گل اٹھا کے گلے سے لگا لیا | اے گل مگر اٹھا مجھے پھول جو اک تیر یار کا

خود آئے کہ رشک کو ہرگز یقین نہیں | قاصد کا نامہ جات کا کاٹڈ کا تار کا

دامن سے کیوں جھٹک نہ دئے اشک ہائے حسن | حسرت بھرا غبار ہے میرے مزار کا

جاناں نہ پوچھ حال نکل جائے دے مجھے | ارمان ہر الم ہوں کسی سوگوار کا

داد و ستد کی رسم ہے وہ پھول دو ہمیں | ہم نے دیا خطاب تمہیں گلعذار کا

کیا کیا حسین صورتیں مٹی میں مل گئیں | باقی رہا نشان نہ کسی نامدار کا

اکبر خدا کے سامنے یوں نہیں چلے چلو | فریاد لب پہ ہاتھ میں دامن ہو یار کا

اکبر ہو پھر غزل سر بزم مشاعرہ
مجمع ہے شاعران فصاحت شعار کا

پوچھا کہ حال کیا ہے دل بیقرار کا | ہم نے کہا کہ شکر ہے پروردگار کا

آتے ہی بوسے وقت ہے بوس و کنار کا | منہ چوم لوں میں اپنے محبت شعار کا

کیا پوچھتے ہو حال دل سوگوار کا | پتلا بنا ہے حسرت دیدار یار کا

وہ گل نہیں چمن میں تو بس خار خار ہے | طوطی نغمہ سنج ترانہ ہزار کا

یک جو روش کی برق تجلی جلا گئی
دنیا ہی مین عذاب ہوا خستم نار کا

اے گور تو ہی ڈھانک لے پردہ غریب ہون
پرسان نہین ہے کوئی مرے حال زار کا

ہین دل مین داغ داغ مین حسن ازل کا رنگ
گلشن مین پھول پھولون مین جلوہ ہے یار کا

دیتا تھا دیکھ دیکھکے ان کو شب وصال
تھا طول کا کلون مین شب انتظار کا

پہنچا ہے ہزار کو دم مین سوئے عدم
اچھا قدم ہے ابلق لیل و نہار کا

اچھا نہین غبار دعا پڑھتے جاتے
مدفن ہے راستے مین کسی خاکسار کا

نیکی بدی کی طرح جو یون سونکو گنتے ہو
یہ رات وصل کی ہے کہ ہے دن شمار کا

دیکھا انہین تو نالہ یہ کہکر نکل گیا
ارمان تھا ہمین ہائے کسی بے قرار کا

اے دار و گیر عشق انا الحق کہا لیا
دار فنا ہے دارہ دار القرار کا

مہمان ہون صبح شام کا کیا پوچھتے ہو حال
مسکن کا بے وطن کا غریب الدیار کا

مینا بھی ہے چمن بھی ہے وہ گلبدن بھی ہے
ساقی شراب دے کہ ہے موسم بہار کا

قطعہ

اک شہر خامشان کیطرف حسب اتفاق
گذرا سمند ناز جو اس شہسوار کا

آتی تھی آہ آہ کی آواز دردناک
پوچھا کہ یہ مزار ہے کس دل فگار کا

کرتی ہین چیخ چیخ کے فریاد حسرتین
ہے شور ہائے ہائے کسی بے قرار کا

حسرت نے دی صدا ارے غافل کہان ہے تو
یہ ہی تو ہے مزار ترے جان نثار کا

سنکر کیا یہ اس کے بھی اندوہ نے ہجوم
ہنگامہ نالہ کش تھا ہر اک سو ہزار کا

بسمل ہین حسرتین کہین ارمان خون چکان
فریاد ناک کی کہین نالہ غبار کا

تھی آرزو سے خون شدہ اک سمت آہ کش
تھا شور ایک سو یہ تمنائے زار کا

اے کشتگان تیغ محبت پڑھو قضا

ہے آج عرس اکبر سینہ فگار کا

مجھے سودا انبان ہوتا کا کیون نہین ہوتا
جو لکھا تھا مقدر مین وہ پورا کیون نہین ہوتا

مین کرتا ہون سوال وصل پورا کیون نہین ہوتا
نہین کرنا پڑیگا تمسے ہوگا کیون نہین ہوتا

تلافی ہر مرض کی مسیحا سے کیون نہین ممکن
ہوا کرتا ہے ہر غم کا مداوا کیون نہین ہوتا

الٰہی یہ حسین وعدون کے سچے کیون نہین ہوتے
یہ کیا ہے قہر ہے ایسون سے ایسا کیون نہین ہوتا

جو ممکن ہے تو میری اڑ پہ راضی کیون نہین ہوتے
ذرا سی بات کا اقرار اچھا کیون نہین ہوتا

ہمیشہ درس گاہ عشق مین تعلیم باقی ہے
مری جاگیر مین داماں صحرا کیون نہین ہوتا

قباتی سے اتار و بید شرک سینے سے آ لپٹو
حبب ایسا تمھنے ممکن ہے تو ایسا کیون نہین ہوتا

ہمارے پاس تک آتے ہین ان کو شرم آتی ہے
ہمین سے ہی عدو سے انکا پردہ کیون نہین ہوتا

وہاں یہ بیٹھ کہ ہم ایفا کرین گے حشر مین وعدہ
یہان یہ ضد ابھی ارمان پورا کیون نہین ہوتا

تجھے اکبر نے تنہائی مین کیا کیا کچھ نہ سمجھایا
ارے جھوٹے خدائی کے تو سچا کیون نہین ہوتا

نزع کے وقت تو جو آ نکلا
جان کے ساتھ مدعا نکلا

چاہ غم مین ڈبو دے لاکھون
تو کسی کا نہ آشنا نکلا

وصل کی شب لپٹ کے فرمایا
اب تو ارمان آپ کا نکلا

شام کے وقت اسکے کوچہ سے
آسمان خون تھوکتا نکلا

آتے جاتے ہین جیسے اور اغیار
مین بھی تیری گلی مین آ نکلا

آسمان بن گئی مکان کی زمین
چاند تو کس طرف سے آ نکلا

تجھ سے امید تھی وفا کی مجھے
تو نہایت ہی بے وفا نکلا

جہان سجدہ کیا تھا اکبر نے
وان ترا نقش کف پا نکلا

گئے دونو جہان نظر سے گذر تری شان کا کوئی بشر نہ ملا
تری ہر جگہ یہ دیکھی نرالی پھبن ترا بھید کسی کو مگر نہ ملا

ترا چرچا جہان کی زبانون مین ہے ترا شور زمانے کے کانون مین ہے
مگر آنکھون سے دیکھا تو پردہ نشین کہین تو نہ ملا ترا گھر نہ ملا

کوئی جلوہ طور پہ غش مین گرا کوئی سدرہ پہ چلنے سے عاری ہوا
گئی عقل رسا تو خبر نہ ملی اوڑا طائر فکر تو پر نہ ملا

مرے ملنے سے ہوتا ہے چین کہین ترے ملنے نہ ملنے کا شکوہ نہین
جو گلا ہے تو ہے یہی حق سے گلا مجھے تیرا سا ہاتے جگر نہ ملا

کوئی ملنے کا تیرے نشان بھی ہے کہین رہنے کا تیرے مکان بھی ہے
تجھے دیکھا ادھر تو ادھر نہ ملا تجھے ڈھونڈا ادھر تو ادھر نہ ملا

کہین دست سوال دراز نہین کسی اور پہ اون مجھے ناز نہین
کوئی تجھ سا غریب نواز نہین ترے در کے سوا کوئی در نہ ملا

مین خدا جانے کس پہ ہوا ہون فدا مرے ہوش و حواس نہین ہین بجا
پرے ہٹ تو پری مرے پاس نہ آ چل حور تو مجھ سے نظر نہ ملا

مین ہمیشہ اسیر الم ہی رہا مرے دل مین سدا ترا غم ہی رہا
مرا نخل امید قلم ہی رہا مرے رونے کا کوئی ثمر نہ ملا

اسی فکر مین گذرے ہین دن اکبر اسی غم مین گذارے شب بھر

کیا جس نے انکار سے شکر ہے غمزہ کبھی ہم سے وہ شکیبا ثمرہ ملا

تم اپنے آنکھوں میں بس رہے ہو کہ بار ہا تمہیں کو دیکھا
یہاں بھی دیکھا وہاں بھی دیکھا جہاں بھی دیکھا تمہیں کو دیکھا

خدا کہوں تو خدا نہیں ہو جدا کہوں تو جدا نہیں ہو
کیا ہے آدم نے جس کو سجدہ حضور ایسا تمہیں کو دیکھا

دلوں میں سب کے مقام کرتے سوتے محمد سلام کرتے
کلیم سے کچھ کلام کرتے کمال والا تمہیں کو دیکھا

جہاں کو رنگین چمن بنا کر چمن میں اپنا وطن بنا کر
وطن میں سو طرح بن بنا کر نیا تماشا تمہیں کو دیکھا

رہے بہت آپ کو چھپاتے ہزار شکلوں میں بھیس بدلے
مگر ہماری نگاہ دیکھو کہ سب کو چھوڑا تمہیں کو دیکھا

ہزار صورت کے رنج و غم تھے جو تم بظاہر نہیں تھے ہم تھے
ہمیں نے جب آپ کو مٹایا تو پھر سراپا تمہیں کو دیکھا

تمہاری اکبر کو آرزو تھی تمہاری اکبر کو جستجو تھی
تمہیں میں آیا تمہیں میں پایا تمہیں کو ڈھونڈا تمہیں کو دیکھا

جب عرب کے چمن سے وہ نور خدا ہر طرف جلوہ اپنا دکھانے لگا
کفر غارت ہوا بت گرے ٹوٹ کر منہ پہاڑوں میں شیطاں چھپانے لگا

کیا بشر کیا ملک کیا زمیں کیا فلک عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک
دیکھ کر نور حق ہر کوئی یک بیک آمد احمد کا مژدہ سنانے لگا

بدلیاں رحمتوں کی گرجنے لگیں نوبتیں شادمانی کی بجنے لگیں
دین کی فوجیں ہر سمت سجنے لگیں پرچم اسلام کا جگمگانے لگا

ہر طرف نور ایزد ہویدا ہوا جس نے دیکھا وہی دل سے شیدا ہوا
جب عرب میں وہ محبوب پیدا ہوا سب کو جنت میں جھولے جھلانے لگا

پھر تو بحر شریعت میں موجیں اٹھیں چار جانب نبوت کی فوجیں بڑھیں
صاف اللہ سے باتیں ہونے لگیں پاس روح الامین آنے جانے لگا

کنگرے قصر کسریٰ کے گرنے لگے ڈوبتے کلمہ پڑھ پڑھ کے تِرنے لگے
آگ آتش کدوں کی بجھانے لگا اور ستاروں میں پانی بہانے لگا

ساتھ ابوبکرؓ عثمانؓ عمرؓ اور علیؓ پنجتن پاک پہنچے گلی در گلی
دل میں یہ مدعا ہے خدا کر بھلی مدت سے ہر ایک کلمہ پڑھانے لگا

جیسے تاروں میں جلوہ ہو مہتاب کا وہ برابر بندہ کر چار اصحاب کا
سیدھا رستہ کسی کو بتانے لگا دل کسی کا ادا سے لبھانے لگا

سونگھ کر بھینی بھینی وہ خوشبوئے تن دیکھ کر رنگ حسن چمن در چمن
کہہ کے انت نبی پڑھ کے صل علیٰ بلبل خوش نوا چہچہانے لگا

موم پتھر ہوا اول اٹھے جا نورِ آلہا سو سچ پھر اسو گیا سنتی قمر
رفع حاجت کو بیجا گئے دو شجر سوکھے جنگل میں پانی بہانے لگا

اے کبوتر خستہ کیا ہیں بیچارا التجا ان میں کوئی تو پوری ہو بہر خدا
یا تو جلوہ دکھا یا مدینہ بلا ورنہ تسکین دے دل ٹھکانے لگا

یہ نیم سے جو رو سب جھوٹے بہانہ تھا		ذات احمد کو گلشن ہستی میں آنا تھا

آدم نے لا کے یاں تجھے قفس میں پھنسا دیا
اپنا کسی چمن میں کبھی آشیانہ تھا

کی ہیں ہزار رنگ میں گو پردہ داریاں
لیکن کہیں جمال تمہارا چھپا نہ تھا

ہاں اے نگاہِ ناز کوئی وار اور بھی
کیا بات اس نشانہ کی ہے کیا نشانہ تھا

تم نے خریدتے ہی مجھے بے بہا کیا
کوئی نہ پوچھتا تھا میں جب تک بکا نہ تھا

قربان اپنے مرشدِ برحق کے جائیے
اسکو دکھا دیا ہے کہ جس کو سنا نہ تھا

ہم جستجوئے یار میں دنیا سے گم ہوئے
اس کا پتہ ملا تو پھر اپنا پتہ نہ تھا

واعظ تو دیکھتا تو سبھی پی کے ایک گھونٹ
جا بے نصیب تیرے مقدر ہی کا نہ تھا

لاہوت میں پہنچ کے یہ حیرت نے دی صدا
کیا غل تھا کسکی یاد تھی کیا فسانہ تھا

اجڑے ہوئے مکانوں میں آباد تھی تمہیں
ٹوٹے ہوئے دلوں میں تمہارا ٹھکانہ تھا

کعبہ میں تم ملے نہ کلیسا میں تم ملے
پھر کون سے مکان میں تمہارا ٹھکانہ تھا

بیسوائیوں کا اپنی تو الٹو گلا نہ کر
اول ہی سے مزاج ترا عاشقانہ تھا

جسنے جب حسن آپ کا دیکھا
ہوش اپنا نہ پھر بجا دیکھا

اسکی آنکھوں میں خار ہے جنت
جس نے گلزار مصطفےٰ دیکھا

ہے شبیہ محمد آنکھوں میں
آج آئینہ خدا دیکھا

اے حلیمہ خبر نہیں تجھکو
گود میں اپنی تونے کیا دیکھا

سائے کا سایہ ہو نہیں سکتا
آپ کو سایہ خدا دیکھا

جتنی اپنی بیان جھوٹ کیا
آپ پر کل کا تماشہ دیکھا

یوں تو لاکھوں نبی ہوئے اکبر

ان کو خوب کیا دیکھا

کیا کہیں آج ہم نے کیا دیکھا — مرشد پاک میں خدا دیکھا
پلک سے پیشاں کے ہاتھوں پر — کچھ مزا پایا کچھ مزا دیکھا
حسن وہ چیز ہے کہ ہر کوئی — آپ کی سمت دیکھتا دیکھا
ہمکو دیکھا جو اپنی آنکھوں نے — پھر نہ اپنا کہیں پتا دیکھا
آنکھ والوں نے آنکھ سے انکو — جا بجا پایا جا بجا دیکھا
چوکتے کب ہیں دیکھنے والے — تم کو آنکھوں میں کھلیا دیکھا

دھوم ہے ان کے حسن کی اکبر
جس کو دیکھا اسے فدا دیکھا

تم چھپے اور ہم نے آ دیکھا — کیوں ہمارا ابھی دیکھنا دیکھا
من رآنی فقد رای الحق — آپ کا قول آئینہ دیکھا
تمکو دیکھا ہے برملا لیکن — یہ نہ پوچھو کہ تم میں کیا دیکھا
دل میں آیا تصور مرشد — عرش پر جلوۂ خدا دیکھا
کیا ہماری نظر ہے کیا ہم ہیں — تم نے جو کچھ دکھا دیا دیکھا
برزخ شیخ پر ہے جان قربان — شکل انسان میں خدا دیکھا

عشق کی جس نے نہ لی اکبر
اس نے دنیا میں آکے کیا دیکھا

آکے دنیا میں سب اقرار الست بھول گیا — جو ادھر یاد کیا تھا وہ ادھر بھول گیا
دیکھ قرآن میں کیا تو نے کیا تھا اقرار — پھر تجھے یاد دلاتے ہیں اگر بھول گیا

در شان سراپا فیضان مرشدنا و سیدنا جناب حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جو پی لے ایک پیمانہ مرے مخدوم وارث کا
رہے تا حشر دیوانہ مرے مخدوم وارث کا

بہار عید آئی ہے طبیعت رنگ لائی ہے
بنا دو مجھکو مستانہ مرے مخدوم وارث کا

چڑھی ہے وارثی رہبی شراب عشق مستی پر
کھلا ہے آج میخانہ مرے مخدوم وارث کا

سلیقہ سے ہوا ہے مستو بیخودی کہولتا
چھلک جائے نہ پیمانہ مرے مخدوم وارث کا

سلاطین زمن آکر جہاں گردن جھکاتے ہیں
ہے وہ بشر خفانہ مرے مخدوم وارث کا

نہ کیوں سجدہ کریں جن و ملک آ آکے شانہ پر
بنا ہے عرش کا شانہ مرے مخدوم وارث کا

ہے بزم دہر میں شمع جمال وارثی روشن
جسے دیکھو ہے پروانہ مرے مخدوم وارث کا

بقدر وسعت ہمت ملا کرتا ہے سائل کو
ہے وہ دربار شاہانہ مرے مخدوم وارث کا

اٹھی کالی گھٹا گھنگھور ایسے میں اے ساقی
پلا دے بھر کے پیمانہ مرے مخدوم وارث کا

سلاتا ہے اگر منظور اکبر کا اجل تجھکو
سنا دے کوئی افسانہ مرے مخدوم وارث کا

ردیف با

چلے عرش پر مصطفےٰ آج کی شب
ہے روشن سماک سما آج کی شب

خدا سے راز و نیاز محمد
محمد پہ فضل خدا آج کی شب

نظر آئی امت کی بخشش کی صورت
نبی سے خدا مل گیا آج کی شب

حبیب خدا اب خدا سے ملیں گے
جدائی رہے گی جدا آج کی شب

گرجنے لگے رحمت حق کے بادل
شفاعت کی اٹھی گھٹا آج کی شب

وہ جلوے دکھاتے ضیائے نبی نے
دیار و در روشن گھٹا آج کی شب

کھلی رہ گئی دیکھ کر چشم انجم
جمال حبیب خدا آج کی شب

سر عرش پہنچے نبی سوتے سوتے
نصیبا ترا جاگ اٹھا آج کی شب

کھلے معنی قاب قوسین حق سے
ملے خاتم الانبیا آج کی شب

ترانے درودوں کے گاتی ہیں حوریں
کہ جنت میں ہے رتجگا آج کی شب

جو مانگو گے وہ پاؤ گے حق سے اکبر
کہ ہے باب رحمت کھلا آج کی شب

ردیف پ

نہ اترائیں زمیں پر اس قدر آپ
ابھی ہو جائیں گے زیر و زبر آپ

کریں گردوں کے گرنے کا نہ ڈر آپ
سبب ہے میری آہ معدوم الاثر آپ

پریشان ہو وہاں تم اور یہاں ہم
تڑپتے ہیں ادھر ہم اور ادھر آپ

نہ ہو جائیں ولی تو میرا ذمہ
ذرا دیکھیں نگہ بد چھوڑ کر آپ

کوئی اس رشک حور سے یہ تو پوچھے
رہے کس کے مکان پر رات بھر آپ

عدو لیتا تھا زلفوں کی بلائیں
پڑے سوتے تھے صاحب بے خبر آپ

بتاتے ہیں طریق کوئے جانان
بہک جائیں نہ خضر راہ پر آپ

قطعہ در سیر رام لیلا

کروں کیا عرض سیر رام لیلا
ہیں میرے ہوش مفقود الخبر آپ

ہجوم شاہدان ناز پرور
تھے بسمل جن پہ لاکھوں دل جگر آپ

جہاں تھے رام لچھمن تیر انداز
وہاں کرتا تھا دادوں دل سپر آپ

وہ سیاہی کو داون کا اُڑانا — وہ کوے کا لپکنا دوڑ کر آپ
وہ کالی کی زبان آئی نکل خود — وہ بالی کا شباب آیا ابھر آپ
ذرا یہ سرکشی راون کی دیکھو — تکبر سے کیا گردون پہ سر آپ
کوئی محوِ شراب ناز و انداز — کوئی مستِ مئے نخوت اثر آپ
گھری آفاق پر سپہر ظلمتِ شام — عیان تھی جس سے رخصت کی سحر آپ
زمانہ نے وہین کایا پلٹ دی — دکھائی تھی ہوا رنگِ دگر آپ
اڑی پھولون کے چہرہ پر ہوائی — لگے گرنے چمن کے برگ و بر آپ
یہی جل جل کے لنکا کہہ رہی تھی — جلا کرتے ہین یون آرام گھر آپ
یہ بولی ٹوٹ کر راون کی گردن — کہ یون جھکتے ہین مغرور کے سر آپ
کٹا کرتی ہے ناک اہلِ ریا کی — مٹا کرتے ہین مکارون کے سر آپ
تماشا ہے تماشا گاہِ عالم — نہ ہون غافل تماشا دیکھ کر آپ
یہ سب نقش و نگارِ لوحِ ہستی — ہین فانی صورتِ شام و سحر آپ

ردیف — یہ سب سچ ہے جو اکبر کہہ رہا ہے / کرین مفہوم نقش کالحجر آپ — ت

یون پوچھا تھا چھیڑ سے وہ شنگ طرف — یہ کون سیہ بخت ہے روتا ہے جو سرِ رات
اے خواب تجھے ڈھونڈھتے تھے دیدۂ تر رات — کیا سو گیا تھا تو بھی شبِ غم کی سحر رات
امداد خیالِ رخِ روشن تھی وگرنہ — کیا جانے دکھائی مجھے کیا رنگِ دگر رات
دل جیسی کیا [illegible] دیکھو — تھا ہندوون کے قبضہ مین اللہ کا گھر رات
کیا فکر گذارا ہے جہان گذران مین — دن گذرا ہے جس رنگ سے جا بیگی گذر رات

الحمد کہ تم کاکل مشکین کو سنوارو
دن یاد رخ نحوست خورشید میں گذرا
اندھیر سراسر ہے کہ وہ زلف سے تا خیر
یہ کالی بلا سر سے اتر جائے کی سب پر
کٹتے ہی نہیں آفت سے فراق رخ گیسو
اک آہ بلا ریز میں یہ گنبد گردان
کس آنکھوں سے کیا تاکتا تھا وقت سحر کو
یاد رخ کاکل ہے کہ میں سوؤں کہ جاگوں
تھے بہر خور و نوش میسر کہ رک وے
کی کس نے علم تیغ تیے شوق شہادت
کیا سو گیا تھا خضر قسمت بھی مرے ساتھ

غیرت سے نہ ہو جائے کہیں زیر و زبر رات
کی گیسوئے شبرنگ کے سودے میں بسر رات
دیکھو تو چھپی جاتی ہے خورشید کے سر رات
پھنس جائے ترے زلف کے پھندے میں اگر رات
یہ چاہیں دشمن مرے دن شام و سحر رات
گر جاتا مگر رہ گئی تھوڑی سی کسر رات
واعظ کو یہیں تھا کہ اللہ کا ڈر رات
یوں مجھ کو کہ ادھر دن ہے ادھر رات
کیوں کھاتے گئے کیوں حضرت واعظ ادھر رات
جھک جھک کے ہوا سجدہ میں سلامی مرے سر رات
رویا میں جو آیا نہ وہ منظور نظر رات

اندھیرے اس رشک قمر نے ہی نہ پوچھا
اکبر تری کس شان سے ہوئی ہے بسر رات

بشکن من نازو کہ در چشم جمال دلبر ست
کافر عشقم ندانم مذہب اسلام را
از قید مذہب وارستہ رہائی یافتم
عاشقان را گفتہ از تیغ ناز است نازنین
گوش گل آواز بلبل حال جانان قال من
از نگاہ لطف من شد مژگان خویش را

اختر روشن دلم خورشید طالع یاور ست
کعبہ ابروے تو سجدہ گہ عشق است
بندۂ زلف تو ام سودائے تو اندر سر ست
خون عاشق در نگاہ تو شمشیر او ست
او بفریاد و فغان شد دلبر من در بر ست
بر بہشت سر بر در است منظر یکو نیاد لبر ست

یا رقیبان بادہ نوشی اے شمع محفل سوز دل
وصف خوبی ہائے تو چند انکہ خوبی ہائے تو
از تماز کشتگان خویش غافل گشتہ

از طپش پروانہ ات را تا سحر خاکستر ست
چشم آہو گوش گل فرمان گہر لب شکر ست
بے نیازی تا کجا انصاف روز محشر است

ردیف

یاد کن این کشتگان خویش را غافل مباش
فاتحہ برخوان بیا این جا مزار اکبر ست

ث

ہیں حسن حسین و نور حسن جگ کے سائیں داتا وارث
وہ من موہن پیارے مٹھن جگ کے سائیں داتا وارث

عاشق ہیں ہر مشرب والے ہیں تو سبھی ہر مذہب والے
ہر قوم میں ہے تیری سمرن جگ کے سائیں داتا وارث

محبوب الٰہی کے پیارے زہرہ کی آنکھوں کے تارے
فرزند نبی ولبند حسن جگ کے سائیں داتا وارث

چتون کا تری دیوانہ ہوں تو شمع ہے میں پروانہ ہوں
اب آن لگی ہے تجھ سے لگن جگ کے سائیں داتا وارث

ارمان بھی حسرت ہے بھی راحت ہے یہی جنت ہے یہی
قدموں میں تیرے ہو دفن جگ کے سائیں داتا وارث

وہ بولنا جلدی بھاتا ہے جب یاد کبھی آجاتا ہے
ہوتی ہے دل میں اور جلن جگ کے سائیں داتا وارث

وہ دن وہ راتیں یاد کریں ہم کیا کیا باتیں یاد کریں
اب کہاں وہ لطف شعر و سخن جگ کے سائیں داتا وارث ۔

یہ دل میں اب تو سوچا ہے بس اب تو اتنی تمنا ہے
قربان ہو تم پر جان و تن جگ کے سائیں داتا وارث
کہتک دَر دَر بھٹ بھٹ کو سہیں تجھ سے نہ کہیں تو کس سے کہیں
اب آن لیے ہیں تیرے چرن جگ کے سائیں داتا وارث

ردیف | اکبو کے گریہ کی حد ہوا اب چشم کرم یا مرشد ہو
انکھیں ہیں بنی بھادوں ساون جگ کے سائیں داتا وارث | ج

الٰہی کون یاں مہمان ہے آج
کہ جبرئیل امین دربان ہے آج
ہے کس شاہ جہان کی آمد آمد
نئی صورت نیا سامان ہے آج
ہے جشن آمد سلطان خوبان
جہان بزم عظیم الشان ہے آج
گرے ہیں سجدہ معبود میں بُت
کمر ٹوٹی ہوئی شیطان ہے آج
وہ آیا منتظر تھے جسکے کل سے
نکالو جسقدر ارمان ہے آج
رہے پیش نظر نور محمدؐ
یہی حسرت یہی ارمان ہے آج

پڑھو صلِ علیٰ کیوں کر نہ اکبر
محمدؐ کی نرالی شان ہے آج

ردیف ج

نئی ہر شے میں وہ راج ہے آج
محمدؐ کی شب معراج ہے آج
وہاں جاتے ہو تو اتنا بھی تو اکبر
تمہارے ہاتھ میری لاج ہے آج
بھلا اُمت کی بخشش کیوں نہ ہوگی
شفاعت کا ترے سر تاج ہے آج
اسے بھی مانگتے جانا کہ یہ دل
نظر کے تیر کا آماج ہے آج
جو جی چاہے لکھو اکبر تمہارا
سخن کی سلطنت میں راج ہے آج

نگاہِ لطف ہو عبد الرحیم پاک باطن پر
ترے در کا ہے سجادا علاؤالدین علی احمد

مزارِ پاک میں مہمان نوازی کا شرف حاصل
ہوا جب ہو گیا تیرا علاؤالدین علی احمد

رہے جاری قیامت تک کبھی تم اپنے لنگر سے
ادھر بھی پھینکیدو ٹکڑا علاؤالدین علی احمد

ہیں سونے کے کلس بادل میں نورانی فرشتوں کو
منور ہے ترا قبا علاؤالدین علی احمد

خدا کا قول ہے میں صابروں کے ساتھ رہتا ہوں
مبارک صبر کا ثمرا علاؤالدین علی احمد

مرے والی مرے وارث حضرت مخدوم صابر ہیں
مرے کعبہ مرے قبلہ علاؤالدین علی احمد

ردیف	نظر میں سالکوں کی صورت مرشد دکھاتے ہو یہ اکبر کیوں نہ لے حصہ علاؤالدین علی احمد	ذال

ہو گیا تھا مرے اعمال سے کالا کاغذ
کر دیا آپ شفاعت نے مصفا کاغذ

رفعتِ نعتِ محمد نے یہ عظمت بخشی
تخت ہے عرش علا اسکا ہے تختا کاغذ

نعت کو چاہیے دلچسپ مصفا خوش رنگ
نہ ہو میلا نہ ہو خستہ نہ ہو روکھا کاغذ

لکھتے تھے پوست وغیرہ پہ نصوصِ قرآن
اب ترے فیض سے ہے پہلے کہاں تھا کاغذ

نام محبوب خدا میں خط گلزار میں نقش
بلبلو پھول کی پتی کو سمجھنا کاغذ

آگیا جوش پہ دریائے شفاعت دیکھو
رہ گیا ڈھل کے عملنامہ کا کورا کاغذ

ردیف	اکیلا اللہ سے امت کی شفاعت کے لئے مہر میں فاطمہ زہرہ نے لکھایا کاغذ	رائے

اس نے مہندی لگائی ہے پوروں پر
خون بسمل ہے آج زوروں پر

ہوں وہ مسکین کہ جان دیتا ہوں
ساقیا ہے کے آبخوروں پر

دیکھ کر بال بال میں موتی
ہوتی ہے مار مار سوروں پر

غیر ادہر کی آدہر لگاتے ہین — تم بھی عاشق ہو کن چھچھوروں پر
تو بھی زلفون کو کھول کر آجا — آج کالی گھٹا ہے زوروں پر
چاند سا منہہ چھپا لیا تم نے — قہر کیون ڈہا دیا چکوروں پر
اُن کے رخ پر نثار ہین زلفین — کالے عاشق ہوتے ہین گوروں پر
رعب کو کھینچ کر نہ لے جاے — ناتوانی ہے آج زوروں پر
موتہا پر کلی ہے جوہی کی — یا فرنگن سوار گوروں پر
چاٹ کر چھوڑ دو کہ رہتی ہے — تنگدستی سدا چھچوروں پر

خون اکبرؔ ہوا ہے اے قاتل
تیری آنکھون کے لال ڈوروں پر

دل کا تارہ سنگہار زوروں پر — رات کی باسی مہندی پوروں پر
شعلۂ طور کو نچاتی ہے — رات کی باسی مہندی پوروں پر
میرے خون مین ملا کے مل لیجیے — رات کی باسی مہندی پوروں پر
لگی رہنے دو پیار کرتی ہے — رات کی باسی مہندی پوروں پر
تم سے رنگین کو ہے کب نہ پیا — رات کی باسی مہندی پوروں پر
خون عاشق سے خوب رچتی ہے — رات کی باسی مہندی پوروں پر
اور مہندی نہین لگی ہین یہ کیا — رات کی باسی مہندی پوروں پر
مسّی دندان مین آنکھہ مین سرمہ — رات کی باسی مہندی پوروں پر
رنگ لائیگا سنگہار ان کا — افشان ہاتھون پہ مہندی پوروں پر
کیون نہ اکبرؔ کہے صنم ہیہات — رات کی باسی مہندی پوروں پر

جان و دل سونپ دئے عشق و محبت لیکر / صبر و آرام دئے رنج و مصیبت لیکر

دل سنبھالے ہوئے آتے ہو تو ہو اس کوچے میں / ہم تو جب جائیں گے جاؤ گے سلامت لیکر

جب وہ جاتے ہیں تو لپٹاتے ہیں دل پہلو سے / اور آتے ہیں تو آتے ہیں قیامت لیکر

حضرت اشک تو نہلائینگے لاشہ میرا / مرے ارمان چلیں گے مری حسرت لیکر

اس کرشمہ کا ہوں کشتہ کہ کس انداز سے وہ / قتل کرتے ہیں مجھے مجھ سے اجازت لیکر

گر نہ گلزار مدینہ کا ہو گلگشت نصیب / لطف کیا آئیگا زاہد تری جنت لیکر

بازیٔ چرخ نے پردے سے نکالی جو شکل / اسے نہیں تو نے مٹا دی وہی صورت لیکر

اکبر خستہ نے بازار تعلق میں دیا
نقد آرام کو سودائے محبت لے کر

عرش قربان ہے ترے اعزاز پر / معجزے صدقہ ترے اعجاز پر

افتخار حسن تیرے حسن سے / ناز کو سو ناز تیرے ناز پر

گرمیٔ پرواز پروانہ کو دیکھ / لوٹتا ہے شعلہ اس پرواز پر

خوب ہیں آپس میں کیا سرگرم عشق / ناز برداری پہ ہم تم ناز پر

اے کبوتر خط کو لے اڑ اس طرح / باز قربان ہو تری پرواز پر

ناز گل آواز بلبل سب فدا / ناز ہو تکبیر تری آواز پر

ساز ہے دمساز تیرے سوز کا / سوز ہے دمساز تیرے ساز پر

آ سکے گھر پھر روز ہو آنا اسے / بدگمانی ہے مجھے ہمراز پر

جان چلی اے مایۂ ناز و نعم / جلوہ فرما ہو سر بیناز پر

سرکشی کرتا ہے شعلہ المدد / شافع محشر ترے جانباز پر

مژدۂ دیدِ نبی قاصد سُنا — کان ہیں مدت سے اس آواز پر
طائرِ سدرہ نشین کے تیرے ساتھ — تھرتھراتے ہیں دم پرواز پر

پھر درود اے اکبرِ شیدا مدام
دو جہان کے سرورِ ممتاز پر

وہ پڑھوں مطلع کہ جس کی سوز سے — پھونک دے ہر طوطی اہواز پر
تم باذنی ہو لبِ اعجاز پر — کان ہیں مدت سے اس آواز پر
شامِ غم ہے اے مؤذن بول اُٹھ — کان ہیں مدت سے اس آواز پر
غم غلط ہو کچھ تو اے مطرب سُنا — کان ہیں مدت سے اس آواز پر
جان بلب ہوں کوسِ رحلت کے صدا — کان ہیں مدت سے اس آواز پر
اک لبِ شیریں سے دشنام اور بھی — کان ہیں مدت سے اس آواز پر
بیٹھے بیٹھے ہو گیا سُن کچھ تو بول — کان ہیں مدت سے اس آواز پر
اکبرِ جانباز اے سرمستِ ناز — یوں تو ہے قربان ہر انداز پر
تو کہے اللہ اکبر وہ ہو ذبح — کان ہیں مدت سے اس آواز پر

پھر پڑھوں مطلع کہ جس کے رشک سے
نوچ ڈالے بلبلِ شیراز پر

ہر پری صدقے ہیں تیرے انداز پر — منتِ عشوہ دلِ خرابِ ناز پر
شمع بھی اس غم سے پروانہ تھی — جل بجھی پروانہ کے پرواز پر
بجھ گرا ہو تیرے سر کر او ٹھا — ہم تو دم دیتے ہیں اس اعجاز پر
دل اڑا لے کیسے تو نے پری — بال کھولے پاہیے پرواز پر

بر سر عرش اعظم بازپر		یا رسولؐ اللہ معراج دگر
زا	یا بہ تقریب طائر روشن پر یا بہ ... کبوتر اسا زپر	ردیف

در شان خواجہ غریب نواز

اے چشم نبی کے نور نظر سلطان الہند غریب نواز
تم سب ولیوں کے ہو افسر سلطان الہند غریب نواز

کیا کیا انعام باری سے ایک فیض کا دریا جاری ہے
لٹتی ہیں دیگیں بھر بھر کر سلطان الہند غریب نواز

بھر بھر کر تو بھی سب کو پلا خالق نے تیرے نام کہا
اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر سلطان الہند غریب نواز

کیوں دیر لگائی ہے خواجہ آ جلد تو تیرا ہوں آ جا
بھر دے مینا دیدے ساغر سلطان الہند غریب نواز

گرداب بلا میں ہے کشتی از بہر بزرگان چشتی
تم آ کے لگا دو اک ٹھوکر سلطان الہند غریب نواز

سرتاج شہنشاہی ہو انوار ذات الہی ہو
فیضان تمہارا ہے گھر گھر سلطان الہند غریب نواز

بیکس بے بس بیچارہ ہیں عاجز ناقص ناکارہ ہیں
تو بھیجے ... کی خبر سلطان الہند غریب نواز

... وارثی ... کا والی محبوب خدا مخدوم ملک

آقا ہے جن مولا ہے بشر سلطان الہند غریب نواز

اک جو تیرا منگتا آیا ہے تو اسکا دینے والا ہے اب وہ جیسے کیا مجروح سے سانو سلطان الہند غریب نواز	

اے مہر حقیقت کے منظر سلطان الہند غریب نواز
ذرے ہیں تیرے شمس و قمر سلطان الہند غریب نواز

فرمان بردار ہیں سب تیرے ہیں دل پہ نقش لقب تیرے
آقا مولا خواجہ سرور سلطان الہند غریب نواز

کفار کا کفر گھٹانے کو اسلام کی شان بڑھانے کو
آئے گمراہوں کے رہبر سلطان الہند غریب نواز

میں بھی مقصد اپنا پاؤں روضہ پہ چڑھانے کو آؤں
شیریں سی سنہرا گل چادر سلطان الہند غریب نواز

غم کے ہاتھوں دنیا ہے تنگ میں اب لب پر آئی جان حزیں
جز تیرے کہوں کس سے جا کر سلطان الہند غریب نواز

ملجائے کچھ تو خدا کے لئے پھیلاتے ہاتھ دعا کے لئے
آیا ہوں در پہ گدا بنکر سلطان الہند غریب نواز

ردیف	مقبول ہوں ہدیہ بردہ کو مضمون کے پھول نچھاور کو لایا ہے میرٹھ سے اکو سلطان الہند غریب نواز	سین

بیٹھے ہیں غیر و مقابل کے آس پاس دیکھو یہ اس کی شان کریمی کہ بے طلب	دو دو [illegible] یہاں [illegible] کے آس پاس پھرتا ہے [illegible] لب سائل کے آس پاس

جس نور کی تلاش کہ دیر و حرم میں تھی
آنکھوں نے کیوں نہ ڈھونڈھ لیا دل کے آس پاس

پاس ادب نے دید کی بھی آس توڑ دی
ہوں پاسبان تمہاری محفل کے آس پاس

چھٹتا نہیں ہے جوش محبت سے میرا خون
لپٹا ہوا ہے دامن قاتل کے آس پاس

اس قند لب نے غنچوں کی پوچھی نہ بات بھی
کملا گئے چمن میں وہ کھل کھل کے آس پاس

محشر میں اس شہید کی دیگا شہادتیں
خون جم رہا ہے خنجر قاتل کے آس پاس

کیا رنگ رنگ کے دل نالاں ہیں باغ میں
گلشن بنا دیا ہے عنادل کے آس پاس

اللہ رے فرط شوق شہادت کہ آج دل
کرتا ہے رقص خنجر قاتل کے آس پاس

کیا بزم دل میں حسرت و ارمان و یاس و غم
بیٹھے ہیں شادمان گلے مل کے آس پاس

لیلےٰ اسے نشانۂ تیر نظر بنا
پھرتا ہے قیس پردۂ محمل کے آس پاس

ردیف	اللہ رے عتاب کہ ہے چار سو نظر اکبر چھپا ہو کہیں محفل کے آس پاس	شین

دوستوں کو ہولی ہے دشمن کے دشمن کی تلاش
پاک دامن کو ہے رہتی پاک دامن کی تلاش

حشر میں ہونے لگی جب دوست دشمن کی تلاش
ہم نے چھپنے کے لیے کی شہ کے دامن کی تلاش

اب اجازت دفن کی ہو جائے تو جنت ملے
یار کے کوچے میں ہم نے جا کے مدفن کی تلاش

سب تماشے آپ ہی میں دیکھ لو اور چھوڑ دو
کوہ کی نقش بن کی گھر گلشن کی تلاش

دیکھ لو تم اپنی آنکھین چاٹ لو اپنی زبان
کیون ہے نرگس کی تمنا کیون ہے سوسن کی تلاش

سب ہے سر گوشہ دل کو میری آنکھون کو ہے
تیرے در کی تیرے گھر کی تیرے آنگن کی تلاش

مسجدون مین شیخ ہو ہو کر کیا تجھکو طلب
بتکدون مین تیری بن بن کر برہمن کی تلاش

ملنے والا مل ہی جائیگا کبھی اکبر کرو
جان کو تسکین دل مین جستجو تن کی تلاش

ردیف صاد

نہ کرنا کوئی ایسا کام ناقص
کہ ہو جاؤ کہین بدنام ناقص

خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا
ہے او راحت طلب آرام ناقص

بھلا ہونے مل اگر چاہے بھلائی
بری صحبت کا ہے انجام ناقص

نہ ایسا کام کرنا جس سے ہو جائے
نکما ناخلف ناکام ناقص

ردیف ضاد

لکھوا کبھو مصرع آب زر سے
ہے ناقص کا کام انجام ناقص

ہمکو زاہد دین سے مطلب نہ دنیا سے غرض
[illegible] ایسا ہوا ہین کہتے اپنے ہو کا غرض

کنج عزلت مین خدا سے طالب امداد ہون
کام کچھ اعلی سے نکلیگا نہ ادنی سے غرض

اے خدا یہ التجا ہے کام غیرون سے نہ ڈال
تیرے بندے ہمکو ہے تیری ذات والا سے غرض

جاگتے سوتے نہاتے دھوتے اٹھتے بیٹھتے
الغرض ہر کام مین ہو حق تعالی سے غرض

پھر کسی شے کی تمنا ہی نہو دیدے وہ جام
ایک [illegible] ساقی [illegible] غرض

ردیف طا

آتے ہو تو جاؤ اس دنیا کے منہ پر تھوک کر
بوالہوس رکھتے ہیں اکبر ایسی دنیا کی غرض

ہوتا نہیں ہے آہ بتِ دلربا غلط — یارب ہوا ہے کیوں اثرِ دعا غلط
سمجھے ہیں مست مولوی کہتے ہی رہ گئے — یہ مسئلہ صحیح ہے یہ مسئلہ غلط
کھینچا جو تم نے نقش سراسر ہوا صحیح — لکھا جو ہم نے حرف وہی ہو گیا غلط
جھگڑوں کو چھوڑ مصلحتِ کل کا لے طریق — یہ راستہ درست ہے وہ راستہ غلط

اکبر خموش بیٹھ تماشائے خلق دیکھ
یاں بولنا خطا ہے زبان کھولنا غلط

ردیف ظ

ہم چلے تو کہا خدا حافظ — ایسے گمراہ کا خدا حافظ
آئے گا ہم کو ہر قدم پہ یاد — یہ جو تم نے کہا خدا حافظ
دور منزل ہے راستہ دشوار — اے مسافر ترا خدا حافظ
نزع میں گور میں جزا کے دن — ہر گنہگار کا خدا حافظ
کون دیکھیگا کون دیگا ساتھ — میں تو تنہا چلا خدا حافظ

عمر گذری شراب خانہ میں
اب ہے اکبر ترا خدا حافظ

ردیف عین

ترے رخ کے سامنے گر آئے شمع — تیری پروانہ بنے جل جائے شمع
ہوں وہ پروانہ نہیں پروائے شمع — خود ہی مدفن پر جلوں گا جائے شمع
جل بجھوں اے یار تیری بزم میں — میری چربی سے اگر بنجائے شمع
دو نو عالم میں ہو میری روشنی — گر بنا لوں صورتِ زنبیل سے شمع

صورت فانوس روشن ہے مزار
سوز غم سے ہون مین سرتاپاے شمع

اس سے سمجھو عاشقی جلنے کے بعد
گر پڑا پروانہ زیر پاے شمع

ردیف

کیا عجب اکبر ہے یہ وحدت نما
فاتحہ مین تیری قل پڑھواے شمع

غ

ہین سرنگون جو عرصہ رخ پر لیسان تیغ
ہوتا ہے ابروؤن پہ تمھاری گمان تیغ

وہ قدردان ہے میری تو مین قدردان تیغ
مقتل مین ہے جو دم سے تری عزوشان تیغ

ہم اس شہید ناز کی تعظیم دیکھ لو
خم ہو گیا ادب سے سر قہرمان تیغ

پہلے ہی قتل سے سر مقتل سلا دیا
قاتل سنا سنا کے مجھے داستان تیغ

کیون دم بدم ملے نہ گلے کشتۂ ادا
تیغ اس پہ مہربان ہے یہ مہربان تیغ

یارو فروتنی کو نہ چھوڑو کہ دہر مین
نیچا ہی دیکھتا ہے تکبر بیان تیغ

تولے ہین ابروؤن کو جو چشمان نرگسین
بہا ہین یہ کیسے ہوئین حاملان تیغ

ہین جان سے عزیز شہادت کیواسطے
دل مین نشان تیر گلو مین نشان تیغ

سودا کیا ہے ہر سر شوریدہ حال کا
کھولی ہے ابروؤن نے تمھاری دکان تیغ

اے تشنہ کام شوق شہادت وہ چاہیے
اب کس طرح پئے گا تو آب روان تیغ

اکبر وہ پڑھ غزل سر بزم مشاعرہ
ہر حرف پر ہو جس کے سخن کو گمان تیغ

دنیا نہین ہین کون کرے امتحان تیغ
ان کی بلا اوٹھائے یہ بار گران تیغ

کرتی ہے رنگ ناک سے خون نذران تیغ
میری رگ گلو سے فقط قدردان تیغ

گلہائے زخم دل پہ یہ کہتی ہین بلبلین
یہ بوستان تیر ہے یا گلستان تیغ

اس تشنہ کام قتل کو دے آب خون نہ پی
دیتی ہے دمبدم مجھے دم کیون نشان تیغ

قاتل نے سب کے جسم کو چھلنی بنا دیا
لاکھون ہین زخم تیر ہزارون نشان تیغ

جس شاہ ذوالفقار کی ہے شان لافتے
زیبا ہی اسکو حلقہ گردون قسان تیغ

آنکھین بھری ہوئین شہادت پہ دیکھیے
یہ شاہد شہید ہون یا شاہدان تیغ

ظالم تو سر نہ چڑھ کہ بری ہے یہ سرکشی
اس سرکشی سے دیکھ جھکی ہے میان تیغ

کھنچ کھنچ کے وہ چلا کبھی مجھ سے برنگ تیر
جھک جھک کے وہ ملا ہی مجھے لبان تیغ

گردون پہ میری اب کے مرے دم پہ ہے مری
احسان تیغ منت تیغ امتنان تیغ

یاد آئے ابروان صنم پل صراط پر
یارب محل نہ جائین کہین عاشقان تیغ

یہ کس خرام ناز سے قم قم کی دی صدا
اللہ اللہ کے جس سے بیٹھ گئے کشتگان تیغ

ف	میدان مین حاسدون کی قلم گردنین ہوئین ایسی کبھی زبان قلم ہی زبان تیغ	ردیف

ہے وہ ایک جلوہ ادھر ادھر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف
کبھی عرش پر کبھی فرش پہ کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

کہین ذات حق کہین مصطفٰے کبھی اس طرح کبھی اُس طرح
ہے کہین بشیر کہین بشر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

کہین ایسا کوئی مکان نہین کہ جہان وہ جان جہان نہین
یہی سب اُس نگاہ سحر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

گیا کوہ طور اسی ذوق مین جلا قیس آتش شوق مین
تو سے شہیدان کے آڑے شرر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

کہین مل خدا کے لئے صنم کبھی دیر پہنچا کبھی حرم
مین خراب پھرتا ہون دربدر کبھی اس طرف کبھی اسطرف

یہی خبر ہے کہین بشر ہو کوئی بے گناہ ادھر نہو
وہ چلے ہین کرتے ہوئے نظر کبھی اسطرف کبھی اسطرف

تری مہر سے کسی کام کا نہ جگر رہا ہے نہ دل رہا
گئی برچھی بن کے نظر اثر کبھی اسطرف کبھی اسطرف

ترے دور دورے ہون ساقیا وہ پلا شراب دو آتشہ
گرین مست مستو نپہ جھوم کر کبھی اس طرف کبھی اس طرف

ردیف	ترے رنگ حسن کو دیکھتا یہ پھرا ہے اکبر مبتلا کبھی دشت مین کبھی کوہ پر کبھی اسطرف کبھی اسطرف	قاف

اس کی نگاہ مست سے پیکر شراب عشق
مجھکو خطاب پاک ملا ہے خراب عشق

ہین ہوش کا سبب مری بیہوشیان مجھے
عین ثواب ہے مرے حق مین عذاب عشق

اس کو تعینات دو عالم سے کیا غرض
جس کو پلا ہین بھر کے پیالہ جناب عشق

روشن ہین کائنات مین اس کی تجلیان
دل کی نگاہ لئے ہون مین آفتاب عشق

وہ پردہ گر گئے ہین یہ جن مین کمال تھا
کمیاب کائنات ہین ہین کامیاب عشق

ساقی دکان کی خیر ہو دونا ثواب لے
دیدے کباب شوق پلادے شراب عشق

ردیف	جو بارسون مین خشک طبیعت ہین مولوی اکبر انہین ضرور پڑھادو کتاب عشق	کاف

فخر دین فخر زمان مخدوم پاک		رہنمائے سالکان مخدوم پاک

سجدہ کرتے ہیں حضرت جن و ملک
عرش ہے تیرا آشیان مخدوم پاک

خلق میں زہد آپکا مشہور ہے
سرگروہ زاہدان مخدوم پاک

جب سے تم شاہ ولایت ہو میان
ہے جہت امن و امان مخدوم پاک

ابر نیسان کی طرح فیض آپ کا
سب پہ ہے گوہر فشان مخدوم پاک

چشم بینا ہے تو دیکھو سب کہ ہیں
چشمۂ فیض روان مخدوم پاک

آپ کے ارشاد کی تعمیل ہے
ورنہ کیا میری زبان مخدوم پاک

دل کی امیدیں بر آئیں سب مری
تم اگر ہو مہربان مخدوم پاک

ذرۂ کمتر سے وصف آفتاب
میں کہاں اور تم کہاں مخدوم پاک

کیجئے اکبر پہ عنایت کی نظر
ہے تمہارا مدح خوان مخدوم پاک

ردیف ل

ہمارا دل ہے مسکن اس بت بے پیر کے قابل
مصفا آئینہ ہو خوش نما تصویر کے قابل

ہے میرے قتل کو نوک مژہ ترچھی نظر کافی
جگر ہے تیر کے لائق نہ دل شمشیر کے قابل

جو دل زلفوں میں اس کی جا پھنسا تو غل ہوا اکبر
یہ دیوانہ یہ وحشی تھا اسی زنجیر کے قابل

گذرتی ہے یہاں جو کچھ زبانی جا کے کہہ دینا
ہمارا حال اے قاصد نہیں تحریر کے قابل

...اسے سمجھا کہ تم اپنی گلی میں دفن کر دیجے
مرا لاشہ کہاں ہے اس قدر تشہیر کے قابل

فرشتوں کے لکھے کو اپنے ہاتھوں سے مٹا دینا
نہیں ہے کیا کروں تقدیر ہی تدبیر کے قابل

بٹھائیں پاس اپنے اونچے اونچے نام والوں کو
کہاں ہیں دوستو محفل میں ہم توقیر کے قابل

پڑھو اللہ اکبر اور پھیرو حلق پر چھریاں
شہید خنجر حسرت ہے اس تکبیر کے قابل

من از جام شراب عاشقی مستانه میگردم
غلام بارگاه ساقی مے خانه میگردم

مپرس اے مدعی از من طریق مذہب و ملت
بوصل یار از چون و چرا بیگانه میگردم

مرا از آتش دوزخ نباشد باک اے واعظ
که بر شمع جمال مصطفیٰ پروانه میگردم

امام ما شبیر ہدایت گر فرمود کاے نادان
بتسلیم و رضا با ہمت مردانه میگردم

مکن در کوچه و بازار تشہیر من اے غافل
که ہر ساعت شہید خنجر جانانه میگردم

بہ بینم تا چه اکسیر با بجام عشق نوشانند
بہر لحظه ز ساقی طالب پیمانه میگردم

ردیف نون

راز دل کس کو سناؤں راز داں ملتا نہیں
جان جاتی ہے غضب ہے جان جاں ملتا نہیں

جس مکاں کا تو مکیں ہے وہ مکاں ملتا نہیں
جستجو میں گم ہوئے ایسے نشاں ملتا نہیں

روح راہی ہو گئی ہے چھوڑ کر جسم بگلی
خاک اڑتی ہے نشان کارواں ملتا نہیں

داد محشر قیامت ہے مری فریاد سے
لے گیا دل چھین کر اک دل ستاں ملتا نہیں

تجھ سے ملنے کا نہ تھا پھر کونسا دن آئیگا
عید کو بھی مجھ سے گر اے مہرباں ملتا نہیں

اس بت نامہرباں سے پھر ملا دو ایک بار
یا الٰہی کوئی ایسا مہرباں ملتا نہیں

ملتا جلتا رہتا ہے وہ عام سے اور مجھ سے خاص
ہاں میں ہاں ملتی نہیں جب تک کہاں ملتا نہیں

پھل ہیں بوٹے ہیں پھل میں ہیں تو ہیں پھول ہیں
ہر چمن میں آپ کا مظہر ہے کہاں ملتا نہیں

سابس کے چابک کی زد سے دم میں پہنچا یا عدم
تجھ سا شاہ توسن عمر رواں ملتا نہیں

جیسی چاہئے گوشہ نشیں کر واعظ باطن خراب
تیرے رہنے کو تو جنت میں مکاں ملتا نہیں

عاشقوں سے تا کجا پردہ نشینی اے صنم
روز محشر تو ملیگا گر یہاں ملتا نہیں

ہم نہیں گلشن میں شبنم گلبدن گل پیرہن
غسل کر کے گل کا گر آب رواں ملتا نہیں

خاک تک بھی ہے سراغ رفتگان ملتا نہیں		کس سے پوچھوں شہر خاموشاں میں ہیں کیا خفتگان

کیا بناتیں کیا سناتیں کیا پڑھیں اکبر غزل
کوئی دنیا میں سخن کا قدرداں ملتا نہیں

ہے وحدت کا تماشا ہستی اشیا کی صورت میں
ادا آیا کوئی رنگین ادا گلزار کثرت میں

تری تصویر کے ہیں جو کھچے ایوان تربت میں
سکوت کو ملا زینت محل صحرائے غربت میں

الٰہی پھر آ گئے ہیں وہ تن کر قیامت میں
غضب ہیں نازنین آفت ادا ہیں قہر قامت میں

اٹھی آتی ہے مخلوق خدا شوق زیارت میں
یہ کس معشوق کی رویت ہے بازار قیامت میں

یہ وہ بیکس ہیں جو پھرتے ہیں دشت غربت میں
دبا دو حسرت و ارمان کو میرے ساتھ تربت میں

ہے وہ جوشش تجلی چشمۂ خورشید وحدت میں
چمک اٹھا ہے جس کے عکس سے ہر ذرہ کثرت میں

ملاحت باتوں میں ہے لب سلونا رنگ شوخ آنکھیں
ہوا ہے مجموعۂ خوبی ہے یکتا حسن و صورت میں

الٰہی جیسے بھر تک کی ہے شمشیر ادا ان کی
شہیدوں کی کہیں بستی نہ بس جائے قیامت میں

ہزارون مرتے ہین عاشق کسی کے حسن و صورت پر
جلا دیدی یہ کس کے نور نے مٹی کی مورت مین
کہین عشوہ کہین غمزہ کہین نخوت کہین شوخی
ہزارون حشر برپا کر دے اٹھ کر قیامت مین

جو ناخوش ہو تو ذوق بوس و وصلت پھیر دیتے ہین
ہوا ہو سینہ لب بہ لب پھر کنج خلوت مین
یہ اک انداز تھا کچھ ورجفائین اور باقی ہین
ابھی سے جا چھپے کیون دم چرا کر کنج تربت مین

سجاوٹ کو سجا دیجے جما دیجے لگا دیجے
یہ سر محراب در مین آنکھین الماری مین دل چھت مین
کہا آتا ہون تم کو پھر اگر شوق شہادت ہے
تو اٹھ بیٹھو مرے کشتو تم اپنی اپنی تربت مین

ہزارون گل ہوتے صورت دکھا کر اس کو گل دیگل
رہا ذاتی بھی سکوت ان صدمون سے حیرت مین
ستایا عاشقون کو کیون تا عشوون کی ادا بن کر
نہ مرنا تھا تجھے پہچا صف باذار کثرت مین

کبھی تو فاتحہ کو جانب گور غریبان آ
کہ ہے کنج شہیدان ستمر تون کا کنج تربت مین
جو آہ گرم کھینچی آن کے گھر بولے یہ جھنجلا کر

جانب ماں کے عدم سے سب کا رستہ ایک دن

ایک بچہ جس کی ماں کا ہو گیا تھا انتقال
اور کہا رو کر کہ ماں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں
چھوڑ کر بیکس خدا جانے کہاں رخصت ہوئی
تجھ سے ملجائے تو کہنا مجھکو بھی لیجائے ساتھ
کیسی بستی ہے وہ کیسے گھر ہیں کیسے لوگ ہیں
پیار کرتی منہ دھلاتی کپڑے پہناتی تھی روز
کون چمکارے مجھے اب کون لے آغوش میں
اپنے سینہ سے کبھی ایکدم نہ کرتی تھی جدا
اب نہیں کرنے کا ضد اب کچھ نہ مانگونگا کبھی
اب نہیں رونے کا رونے سے خفا ہے تو اگر
مجھکو بے میرے وہاں کٹتے ہیں کیسے روز و شب

میرے پاس آیا کہیں سے رونا روتا ایکدن
کھانا تک کھایا نہیں جو صاف گزرا ایکدن
ہے بہت مشکل مجھے بے ماں کے جینا ایکدن
یا چلی آ سے وطن سے رہ کے ہویا ایکدن
تو نے تو جا کر وہاں خط بھی نہ بھیجا ایکدن
یوں بچھڑ کر تجھ سے میں رہتا نہیں تھا ایکدن
خواب میں بھی تو نے حال آکر نہ پوچھا ایکدن
اب بتا تنہا مجھے ہیں کیسے چھوڑا ایکدن
سخت جالی ہو رہی آ رحم فرما ایک دن
اچھی اماں گود میں لے لے مجھے آ ایکدن
مجھکو بے تیرے یہاں ہے سو برس کا ایکدن

اے خدا اس یتیم پے تو اپنا فضل کر
یہ دعا کی اور اک تو خوب رویا ایکدن

درد کیسا ہے اے خدا دل میں
شکل انسان میں جلوہ گر ہو کر
اک نظر سے تری ہوا ساقی
دو مکاں آپ کے مقرر ہیں
یوں تو دیر و حرم میں ڈھونڈا پھرے

کس کا انداز کھب گیا دل میں
آپ نے گھر بنا لیا دل میں
تشنہ آنکھوں میں ذائقہ دل میں
پا لو آنکھوں میں آ گیا دل میں
ہاں ملا ہے تو کچھ پتا دل میں

آکے نظروں میں ہو گئے پنہان — دل کا ارمان رہ گیا دل میں

دل جو بے چین ہو گیا اکبر
ہے کوئی شوخ دلربا دل میں

پردہ اٹھا کے تو نے جلوے دکھا دئے ہیں — انسان گرا دئے ہیں پتھر جلا دئے ہیں
اللہ رے یہ رحمت اللہ رے شفاعت — پاپو گناہ کئے ہیں وان بخشوا دئے ہیں
صلے علی محمد ہیں بحر رحمت حق — صحرا میں انگلیوں سے دریا بہا دئے ہیں
ہر امتی کے سر پر خالق نے رحمتوں کے — سہرے بندھا دئے ہیں دولہا بنا دئے ہیں
کانٹے کی بات یہ ہے میزان ملا ملو کے — امت کی نیکیون کے پلے جھکا دئے ہیں
محبوب کے نواسے یون ہون شہید پیاسے — کوثر کے جام لاکھون جس نے لٹا دئے ہیں
امت کے خضر آؤ رستہ کوئی بتاؤ — پھرتے ہیں بھولے بھٹکے پر خوف یا دئے ہیں
اے پردہ پوش عصیان ہون کیون نہ نازان — ہمنے گنہ کئے ہیں سب نے چھپا دئے ہیں
جو عاشق نبی ہیں تربت پہ ان کی روشن — اللہ کی رحمتوں کے ہر ایک جا دئے ہیں
تکلیف کیجئے تو تشریف لائے تو — آنکھوں کے فرش رہ میں ہمنے بچھا دئے ہیں
عصیون کو دھونیوالے راتون کو رونیوالے — امت کے بخت خفتہ تو نے جگا دئے ہیں

تیری عنایتوں کا اکبر سے شکر کیا
انعام تو نے کیا کیا اسکو خدا سے میں

فیض وہ جسقدر دئے جائیں — تم دئے جاؤ ہم لئے جائیں
قدر انداز ناوک افگن ہیں — تاکجا ہم دل سئے جائیں
جو عطا ہو وہ لیکے جا بیٹھے — ہون وہ کافر جو بے لئے جائیں

لطف ہے یون شراب پینے کا	تم دستے جاؤ ہم پیے جائیں
ہے تمہارے بغیر زندگی تلخ	تا کجا بے مزہ جیے جائیں
یا الٰہی در پہ آئے ہیں عاصی	اب تو یہ بخشوا دیے جائیں

یا الٰہی کرم ہو اکبر پر
یہ کہاں تک گناہ کیے جائیں

یہ پیار و محبت کی رمزیں یا تم جانو یا ہم جانیں
یا تم سمجھو یا ہم سمجھیں یا تم جانو یا ہم جانیں

سجدوں سے ہمارے کہہ دینا جیسا ہو نا وہ لیا لینا
جو دی جاتیں وہ لے جاتیں یا تم جانو یا ہم جانیں

تحقیق جو قیل و قال ہوئی وہ سب مصداق حال ہوئی
کچھ تم کہہ دو کچھ ہم کہہ دیں یا تم جانو یا ہم جانیں

عرفان کی جانب خوب گئے بحر وحدت میں ڈوب گئے
کثرت میں بھٹکتیں یہ سب باتیں یا تم جانو یا ہم جانیں

قاب قوسین او ادنٰی کا جھرمٹ مار کے یوں بولا
تم ہمسے ملو ہم تم سے ملیں یا تم جانو یا ہم جانیں

تمنے ہمکو پہچان لیا ہم نے بھی تم کو جان لیا
اب یہ پردے بھی اٹھ جائیں یا تم جانو یا ہم جانیں

جو دیکھنا تھا وہ دیکھ لیا جو سننا تھا وہ سن ہی لیا
اب جو جانیں وہ پہچانیں یا تم جانو یا ہم جانیں

اکبو اب ہوش میں آجاؤ بس بس زیادہ کھلاؤ
اسرار حقیقت کی باتیں یا تم جانو یا ہم جانیں

ہے ایک مکان اور ایک مکین تو اور نہیں میں اور نہیں
پھر کیوں نہ ہو دل میں صاف یقین تو اور نہیں میں اور نہیں
جب صاف ہو دل کا آئینہ کھل جاتی ہے چشم بینا
پھر حق حق کہتے ہیں حق بین تو اور نہیں میں اور نہیں
نحن اقرب سے کھلتا ہے تو مجھ سے اتنا جھگڑتا ہے
پھر کیوں میں جاؤں اور کہیں تو اور نہیں میں اور نہیں
ممکن ہی نہیں ممکن ہی نہیں تو اور کہیں میں اور کہیں
ہے تو بھی یہیں اور میں بھی یہیں تو اور نہیں میں اور نہیں
مسجد میں یا بت خانوں میں ہر وقت نرالی شانوں میں
عابد ہوں کہیں معبود کہیں تو اور نہیں میں اور نہیں
اب چھپنے سے ہوتا ہے کیا پہچان لیا پہچان لیا
بس وہ ہو کا ندے ہے اور پردہ نشیں تو اور نہیں میں اور نہیں

ہے وصل کی اکبو جب جبھی جو دو کہہ دے یہ نشاں بھولی
تو مجھ سے قریں میں تجھ سے قریں تو اور نہیں میں اور نہیں

در شان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ

اسرار خفی ہیں ہمتہ علی یا حضرت خواجہ قطب الدین۔
روشن ہیں راز مصطفوی یا حضرت خواجہ قطب الدین

جو خدمت میں موجود ہوا اک آن میں وہ مسعود ہوا
ہر فقیر دلبند کو نعمت دی یا حضرت خواجہ قطب الدین

سے دور یا مقبولوں کی ہوتی ہیں سیرین پھولوں کی
گلزار عشق سے بھر دلی یا حضرت خواجہ قطب الدین

تمنے بھر بھر پیمانہ سے توحید کے لنگر خانے سے
دی گنج شکر کو شیرینی یا حضرت خواجہ قطب الدین

مادر کے شکم میں یاد کئے پندرہ سیپارہ قرآن کے
صورت پر قربان جن و پری یا حضرت خواجہ قطب الدین

جو مقصد لیکر آتے ہیں وہ سب اس در سے پاتے ہیں
بدمست شرابی بغدادی یا حضرت خواجہ قطب الدین

کردو مجکو بھی بختنا ور کچھ کاک رحمت سے دیکر
یا بختیار کاکی اوشی یا حضرت خواجہ قطب الدین

اپنا متوالا کر دیجئے خالی کیا جاؤں بھر دیجئے
رحمت کے پھولوں سے جھولی یا حضرت خواجہ قطب الدین

	اک کو کے بھی تم وارث ہو اک فریشتا ہے تمنے ہو کی وارثی ہیرلا وارث کی یا حضرت خواجہ قطب الدین	

درشان حضرت سیدنا و مولانا شاہ بہاؤ الدین صاحب دام فیضہ

ہیں وارث ملک الٰہی یا مولانا شاہ بہاؤ الدین
بے شبہ و شک ہیں بیش بہا مولانا شاہ بہاؤ الدین

قطب ولیین سب کا اول ہے خواجہ کے گورنر جنرل ہو — ہے لاٹ سے ثابت الفتنی یا حضرت خواجہ قطب الدین

ہیں رنگ بزم قادر ہیں دربار نبی میں حاضر ہیں
ہمراہ حضرت جل وعلا مولنا شاہ بہاؤالدین

قبضے میں قضا مقبول دعا ہاتھوں میں شفا چہرہ پہ ضیا
مطلوب علی محبوب خدا مولانا شاہ بہاؤالدین

رہتے ہیں ہردم عیدوں میں تھے سب اپنے مریدوں میں
دی فیض کی ہر سو نہر بہا مولانا شاہ بہاؤالدین

آجاؤ مدد کو نا ؤ پر ہے غم کی ناؤ بھنور پر
اشکوں کا دریا بہہ نکلا مولانا شاہ بہاؤالدین

جب ہر محفل میں رہتے ہو تم سب کے دل میں رہتے ہو
پھر ڈھونڈیں ہے کیوں ڈیرا مولانا شاہ بہاؤالدین

عصیاں کیچ و تاب میں ہوں چکر میں ہوں گرداب میں ہوں
لو بہا بہا ڈوبا ڈوبا مولانا شاہ بہاؤالدین

ہر سو مے کے ساغر گھومیں پی پی کر متوالے جھومیں
ہر مست کے مولا مولا مولنا شاہ بہاؤالدین

ہم سے کتنے ہوں اور تم ساقی حسرت غم ہے مے کی باقی
میخواروں میں دو نہر بہا مولنا شاہ بہاؤالدین

اک بات پتہ کی اے کوثر اول میں کہا تھا جسے گن کر
رکھتے ہیں اس سے خدا ملا مولانا شاہ بہاؤالدین

آدمی جنکو بنانا ہے خدا بنتے ہیں | آپ کو لاکھ بنایا کریں کیا بنتے ہیں

در سلطان سے فقیروں کو ملا کرتا ہے — ہم بھی اے شاہ ترے در کے گدا بنتے ہیں

مانگ لینگے تجھے اللہ سے کعبہ جا کر — ہند سے اٹھتے ہیں ہم دست دعا بنتے ہیں

تیری اس شان کے قربان تری قدرت کے نثار — کل کے تراشے ہوئے بت آج خدا بنتے ہیں

روح نکلی ہے یہ کہتی ہوئی طیبہ کیطرف — ہم تو اس باغ میں چلنے کو ہوا بنتے ہیں

اُن کو ہو جاتی ہے آسان حقیقت کی صراط — جن کے وہ ہادی دین راہ نما بنتے ہیں

سر پہ سہرہ ہے شفاعت کا صف حشر آج — آج دولہا شہ لولاک لما بنتے ہیں

آج معراج میں جاتے ہیں محمد اکبو
وضو کرتے ہیں تو ہاتھ میں حنا بنتے ہیں

کیا نہیں تجھ سے ترے دل میں وفا کچھ بھی نہیں — بیوفا تجھ میں جفاؤں کے سوا کچھ بھی نہیں

نہ تجھے چاہتے ظالم نہ یہ مصیبت سہتے — ہے یہ اپنی غلطی تیری خطا کچھ بھی نہیں

ہمیں ملتا تو نہ دل غیر سمجھتے دیکھ لیا — اگلے سے ناز وہ پہلی سی ادا کچھ بھی نہیں

نقد دل لیگئے کس انداز سے کہتا ہے وہ شوخ — اور بھی کچھ ہے گرہ میں تری یا کچھ بھی نہیں

میں نے اس شوخ سے پوچھا کہ بھلا یہ کیا ہے — ابھرا ابھرا سے حرم میں کہا کچھ بھی نہیں

ایک ہم ہیں کہ اٹھاتے ہیں جفائیں تیری — ایک تو ہے کہ تجھے پاس وفا کچھ بھی نہیں

بے خطا سینکڑوں کو ذبح کئے بیٹھے ہو — کچھ خدا کا بھی تمہیں خوف ہے یا کچھ بھی نہیں

اُٹھ گئے عشق کی منزل سے ہزاروں جانباز — ہائے اس درد کی دنیا میں دوا کچھ بھی نہیں

اب بھی پوچھا تو عنایت ہے کرم ہے ان کا
نام ہی نام ہے اکبو میں رہا کچھ بھی نہیں

ردیف و

حشر کا فتنہ خوابیدہ جگاتے کیوں ہو — نالہ ہائے شب غم شور مچاتے کیوں ہو

خاک پر لوٹتا ہے ترچھی نگہ کا بسمل
پھیر دو تیغ نظر آنکھ چرانے کیوں ہو

مہ و خورشید جو چھپتے ہیں بلا سے چھپ جائیں
تم نقاب رخ روشن کو اٹھاتے کیوں ہو

کہہ دیا صاف کہ عاشق کو نصیحت ہے فضول
ناصحو جاؤ مرے منہ کو کہاتے کیوں ہو

یار کا پاس نزاکت بھی ہے حضرت شوق
کھینچکر دل سے تم آغوش میں آتے کیوں ہو

زلف مشکین کا کوئی بال نہ بیکا ہو جائے
دل بیتاب کو پھندے میں پھنساتے کیوں ہو

پیس کر سرمہ کیا آپ کی شوخی نے ہمیں
دو جگہ آنکھ میں اب آنکھ چراتے کیوں ہو

وصل میں ہو چکے بے پردہ یہ پردہ کیسا
اب تو منہ دیکھ لیا آنکھ دکھاتے کیوں ہو

ہم جو کہتے تھے نہ گذرے گی بغیر اسکو کئے
تم تو ناراض تھے پھر اسکو بلاتے کیوں ہو

چلے کعبے کو یا کوئے بتاں کو
کہاں کو حضرت اکبر کہاں کو

سراپا آتشیں پیکر بنا دل
چھپاؤں اب کہاں سوز نہاں کو

چڑھا اشک کا طوفان خطر ہے
نہ لے ڈوبے زمین و آسمان کو

ہزاروں اس میں دل الجھے پڑے ہیں
نہ سلجھا گیسوئے عنبر فشاں کو

بہت دشوار ہے راہ حقیقت
سمند فکر کو آہستہ ہانکو

جگہ کاشانۂ دل میں ہے کافی
تمہارے درد و غم کے کاروان کو

دیا دل توڑ اس پیماں شکن نے
نہیں میں بھی نہاں رکھتا ہاں کو

عرق آلودہ رخ پر زلف پیچاک
ہے شبنم جلا ہے گلستاں کو

مزے دیتی ہی کیا دشنام شیریں
ہمارے دل کو اور تیری زباں کو

لو اب یا صبر و سکون کے بھی لگے پر
سنا جاتے جو اس آرام جاں کو

ترا کشتہ نہ زندہ ہو ترا خستہ نہ اچھا ہو
اطبا کس کی دارو ہیں اگر نازل مسیحا ہو

مرے اشکوں سے دریاؤں کو ایسی بے بسی پا ہو
کہ آنکھوں کے دوآبہ میں نہ پھر گنگا کو جمنا ہو

یہ بجلی رشک سے کہنے لگی اُس شعلہ پیکر سے
زمیں پر میں گروں اور بام پر تو جلوہ فرما ہو

نقاب رخ اُلٹ کر چھوڑ دو اک تیر مژگاں کا
اگر منظور مرغ نیم بسمل کا تماشا ہو

ہیں حیرت سے تکے جاؤں صنم کب تک تری صورت
جو تو گل ہے تو خنداں ہو جو غنچہ ہے تو گویا ہو

سنورنا ہی غضب ہے پھر کرینگے خون ہزاروں کے
سنورنے ہی سنورنے وہ بگڑ جائیں تو اچھا ہو

عدو کا پیچ دیکھو دیکھکر مکتوب کو میرے
کہا ہم سر قلم کر دیں اگر یہ نامہ اس کا ہو

صفائی دیکھئے وہ ہاتھ کیونکر صاف کرتے ہیں
سر شمشیر نیچا ہو تو قبضہ سے اونچا ہو

ہیں جتنے خوبرو تصویر ہر ایک کی اتار آتے
مرا دل اے تصور رشک ایوان زلیخا ہو

اگر اکبار ہم نکھر جاتے تو لاکھوں دل بکھر جاتیں
وہ یارب صورت گیسو بکھر جائیں تو اچھا ہو

دل مضطر سے گھبرا کر وہ چھپ آنکھوں میں جاتے ہیں
الٰہی خاطر نازک کو یہ منظر پذیرا ہو

نہ ہنس اے زخم خوف ضرب منقار عنادل ہے
مبادا طائران باغ کو گلشن کا دھوکا ہو

پری کہتے ہیں جن اُس کو فرشتے ہو لوگ انسان
مجھے ڈر ہے کہیں میدان محشر میں نہ جھگڑا ہو

ہم سر گرمیاں ہیں گرمی خون محبت سے
ہماری نعش ٹھنڈی ہو تو خنجر انکا ٹھنڈا ہو

جو پردہ ڈالدیں در پر تو یاں پڑجائے آنکھوں پر
اگر پردے کو وہ الٹیں نصیبا اپنا سیدھا ہو

مری چشم تلاطم خیز طغیانی پہ گر آتے
عرق آجائے چشمہ کو عرق شرم دریا ہو

ہمارے نام سے نام جنون قیس مٹجاتے
ہمارے داغ دل سے داغ لالہ صحرا ہو

یہ طرز خامشی اور مجھے مشتاق تکلم سے
خدارا اے صنم ہنس بول تیرا بول بالا ہو

دل پر داغ میں ہو خاک مسکن اپنے نازک کا
کہ یہ کاجل تن باد نفس سے رنگ میلا ہو

کبہی رسوائی کرو اس بت پہ اکبو جان فدا
ہے وہی عاشق کہ جس کو خوف رسوائی نہ ہو

ق

ایک شب مین جانب گور غریبان چلدیا — دل مین یہ ڈر تہا کہین کوئی تماشائی نہ ہو
ایک دشت لق و دق صحرا کش لاہوت تہا — جسمین انسان کی کبہی یان گام فرسائی نہ ہو
اور ہوا ظاہر سویدائے شب دیجور سے — یہ کسی کا دود آہ شام تنہائی نہ ہو
دیکھ کر قبرون کو سوچا یہ کبہی آباد تہے — حسرت و اندوہ کی تصویر کہنچواتی نہ ہو
اور وہان ہر سو چراغ گور روشن دیکھ کر — دل مین ہیبت تہی کہ کوئی غول صحرائی نہ ہو
الغرض اس دشت کا سنسان عالم دیکھ کر — رہ گیا خاموش جیسے تاب گویائی نہ ہو
پہلی کہتی تہی ظالم دیکھ کر رکہنا قدم — یان کسی حسرت زدہ کی لاش دفنائی نہ ہو
اس کے پردہ مین سکندر کی نہو مٹی خراب — اس مین پوشیدہ کہین دارا کی دارائی نہ ہو
جوش اشک غم ہوا ایسا کہ ہچکی بندہ گئی — قلب مضطر سے کبہی صبر و شکیبائی نہ ہو
گر پڑا بے ہوش ہو کر کہینچ کر اک آہ سرد — مر چکا تہا زندگی سے گر مسیحائی نہ ہو
زیست نے پہر لیکے آغوش محبت مین کہا — ہوش مین آ ہوش مین آ دیکہہ رسوائی نہ ہو
شعر یہ پڑہتا ہوا اٹہکر چلا سوئے مکان — ضبط غم وہ کیا کرے جسمین توانائی نہ ہو
ہائے ایسے نازنین یون پائمال خاک ہون — نیند جن کو خواب مخمل پر کبہی آئی نہ ہو

خاک کے پتلون پہ توڑے ہین انہین دونون نے ظلم
یہ زمین یارب نہ ہو یہ چرخ مینائی نہ ہو

عرش پہ تم ہو فرش پہ تم ہر شئے مین بستا تم ہی تو ہو
لاوارث کے وارث تم دکہہ درد سنتا تم ہی تو ہو

بلبلوں میں تم جا کر چہکے پھول میں تو بن کر مہکے
پہر پہر دے کی صدا میں شام پپیہا تمہیں تو ہو

سولی دی منصور کو تم نے سرمد کا سر اڑوا دیا
فاعبدنی انسان میں بولے رنگ رنگیا تمہیں تو ہو

یونس کو ماہی سے نکالا آتش کو گلزار کیا
یوسف کے چاہِ کنعاں میں دھیر بندھیا تمہیں تو ہو

تمہیں نے اژدر کو مارا ہے تمہیں نے خیبر کو الٹا
شیروں سے سلمان کو بچایا لیپ سپیا تمہیں تو ہو

چاند کے ٹکڑے کر ڈالے سورج کو الٹا پھیرا
بچھڑے تھے آدم حوا سے ان کے ملیا تمہیں تو ہو

کلمہ پڑھایا کنکریوں کو موم بنایا پتھر کو
ڈوب چکی تھی نوح کی نیا اسکے تریا تمہیں تو ہو

جا مہی آؤ مدد کو وارث نیا ڈولی جاتی ہے
تم بن کس سے کہے یہ اکبر اسکے کھویا تمہیں تو ہو

جسکے تم دلبر ہو جس دل میں تمہاری یاد ہو
وہ ہمیشہ خاک چھانے وہ سدا برباد ہو

کرکے زخمی چل دیا وہ میں یہ کہتا رہ گیا
اور بھی اک وار مجھ پر او ستم ایجاد ہو

مصحفِ رخسارِ جاناں حفظ کرنا چاہئے
حافظِ قرآں وہی ہے جس کو قرآں یاد ہو

سیر کر دے اب کہ گلشن میں ہے ہنگامِ بہار
ہم اسیروں کی رہائی اب تو اے صیاد ہو

رہزنِ ایماں تو جلوہ دکھا جائے اگر
بت نہ پوجیں ہم نہ مسجد میں خدا کی یاد ہو

حور کا دل چھینتے ہو جنکی تم لیتے ہو جان
پڑہتے رہتے ہین تمہارا ہی سبق یہ اور تم
ہم کرین مشق محبت تم کرو مشق ستم
قتل ہووے پر مین راضی ہون مگر یہ شرط ہے
جو تمہاری بات ہے وہ ہے زمانہ سے جدا

پر کترتے ہو پری کے اور آدم زاد ہو
عاشقون کو بھول جاتے ہو بڑے استاد ہو
حرف جسکے خوبصورت ہون اسی پر صاد ہو
تیرے ہاتھونسے گلے پر خنجر فولاد ہو
شوخیان ایجاد کرتے ہو بڑے استاد ہو

کھینچکر تلوار اکثر پر چلے ہو بے دریغ
بے گنہ کو قتل کرتے ہو بڑے جلاد ہو

جہان کی ہے نظر تمپر وہ محبوب جہان تم ہو
محبت سے تصور مین جہان دیکھا وہان تم ہو
گذاری عمر ہمنے جستجو مین آپ کی لیکن
رہے ہمسے الگ کیسے ہمارے مہربان تم ہو
تمہارے حسن کی توصیف ہم سے ہو نہین سکتی
اڑا لیتے ہو دل باتون مین ایسے دلستان تم ہو
نظر آتے نہین جب ڈہونڈتے ہین ہم کہین تم کو
رہا کرتے ہو دل مین لیکن آنکھون سے نہان تم ہو
اگر ملنے کو کہتا ہون تو کہتے ہو نہین ملتے
لباس حسن مین مغرور ایسے مہ جبان تم ہو
رہے گی بعد مردن بھی تمہاری آرزو دل مین
یہ روح پاک پہنچے گی وہین پیارے جہان تم ہو

یہ حسرت ہے تمہاری یاد میں یہ زندگی گذرے
اگر آنکھوں سے پنہاں ہو تم پھر دل میں عیاں تم ہو
نہیں اس زندگی کا کچھ بھروسا آؤ مل جاؤ
لیا تھا دل تو پہلو سے جدا کیوں جان جاں تم ہو

جہان میں جب تک اے اکبرؔ ہوں عشق و حسن کے چرچے
تمہارے قدرداں ہم ہوں ہمارے قدرداں تم ہو

مبارکباد معراج

جشن معراج کا مبارک ہو
وصل ذات خدا مبارک ہو

آپ کے واسطے شب معراج
عرش خلوت سرا مبارک ہو

تم کو ماہ رجب کی ستائیس
اے حبیب خدا مبارک ہو

لیلۃ القدر کی تجلی سے
رات کا دن ہوا مبارک ہو

ہر طرف ہیں درود کے تحفے
شور صلے علےٰ مبارک ہو

وعدۂ بخشش گنہگاران
حق نے تم سے کیا مبارک ہو

حق سے راز و نیاز کی خلوت
خاتم الانبیا مبارک ہو

حور و غلماں نے تھا میں تھے
سر جھکا کر کہا مبارک ہو

بزم قوسین میں رسائی آج
تم کو شاہ دنے مبارک ہو

آسمانوں میں عرش پر اکبرؔ
ہر طرف شور تھا مبارک ہو

قصیدہ در شان سیدنا و مولانا حضرت شاہ محی الدین احمد صاحب سلمہ سجادہ بارگاہ حضرت مولانا نیاز م

جلوۂ حسنِ احد کے رونما تم ہی تو ہو | کن سے کھلے راز کے پردہ کشا تم ہی تو ہو
ابتدائے ہستیٔ ارض و سما تم ہی تو ہو | انتہائے انبیا و اولیا تم ہی تو ہو
یا محی الدین احمد خلق کے مشکل کشا | سرِّ حق شانِ نبی نورِ خدا تم ہی تو ہو
قطبِ عالم شاہ نظام الدین حسین باصفا | بے نیاز و بانیاز دوسرا تم ہی تو ہو
تم محمد تم علی تم فاطمہ تم نورِ عین | کل تماشاگاہِ عالم کی بنا تم ہی تو ہو
شہسوارِ ہر دو عالم شہسوارِ لامکاں | کنت کنزاً مخفیاً کے مقتضا تم ہی تو ہو
فخرِ دنیا فخرِ دین فخرِ ازل فخرِ ابد | افتخارِ ابتدا و انتہا تم ہی تو ہو
آج واللیل اذا یغشیٰ کے معنی کھل گئے | کالی کالی زلف والے مصطفیٰ تم ہی تو ہو
بلبلیں ہیں یوں زبانِ حال سے سرگرمِ قال | نکہتِ نیرنگ گلزارِ لطف تم ہی تو ہو
مرحبا اللہ اکبر آپ کا راز و نیاز | شکلِ صورت سے عیاں ہے حق نما تم ہی تو ہو
تم جو آنکھوں میں بسے آنکھوں کی آنکھیں کھل گئیں | چشمِ بد دور ایسی آنکھوں کی ضیا تم ہی تو ہو
بتکدے میں بت برہمن دیر میں مسجد میں شیخ | طور پر موسیٰ عرب میں مصطفیٰ تم ہی تو ہو
پردۂ انساں میں آ کر کیسے کیا کیا کمال | کھل گیا ہم پر تو یہ ثابت ہوا تم ہی تو ہو
چاند کے دو شق کیے تم نے انگلی کے [illegible] | آج روشن ہو گیا ماہِ لقا تم ہی تو ہو
کون خالی ہاتھ اس دربار سے جاتا ہے | فیضِ بخشش کا بتا دوسرا تم ہی تو ہو
چشمِ رحمت کی نظر رحمت علی پر کیجیے | رحمت اللعالمین کا واسطہ تم ہی تو ہو

صدقہ اس دیا دل کا کچھ تو آ کے لوٹے
ساقیٔ میخانۂ الٰہی انا تم ہی تو ہو

قصیدہ در شانِ عارف باللہ حقیقت آگاہ حضرت سید [illegible] شاہ [illegible]

چشمۂ جود و سخا حاجی محمد شیر شاہ
معدن لطف و عطا حاجی محمد شیر شاہ

آپ کا نام مبارک باعث تسکین دل
دافع رنج و بلا حاجی محمد شیر شاہ

ہادی دین محمد رہبر کل کائنات
شیر حق شیر خدا حاجی محمد شیر شاہ

ماہر علم حقیقت واقف شرع نبی
عالم راہ ہدیٰ حاجی محمد شیر شاہ

اک نگاہ فیض سے سارے لطیفے کھل گئے
آپ سے جو آ ملا حاجی محمد شیر شاہ

آپ سے ہندوستان میں خوب روشن ہو گیا
قادریہ سلسلہ حاجی محمد شیر شاہ

لیجئے احمد کو مجذوب ہو گئے اس رنگ کا
تم سے نقشہ جم گیا حاجی محمد شیر شاہ

دور سے لائے ہیں حسرت تشنگان جام عشق
ایک ساغر ہو عطا حاجی محمد شیر شاہ

ایسی پلوا دو کہ پیتے ہی جا سے ہو وصال
ناہ ہو گا آپ کا حاجی محمد شیر شاہ

جب تصور کی نظر سے ہم نے دیکھا پا رسو
ہم کو پایا جا بجا حاجی محمد شیر شاہ

حضرت جی کو بنے معرفت کا آئینہ
ایک نظر میں دیدیا حاجی محمد شیر شاہ

ہر دو عالم کا تماشہ ہم نے دیکھا صاف صاف
مرحبا فیض آپ کا حاجی محمد شیر شاہ

سرخرو ہو کر چلیں گے آج پہلی بیعت
دیکھتے دیتے ہیں کیا حاجی محمد شیر شاہ

ہم کہ سوالی جائے اکبر اور اس دربار سے
واہ یہ ممکن ہے کیا حاجی محمد شیر شاہ

در شان سراپا فیضان حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی

تاج شاہ جہان کلیم اللہ
اکمل الکملان کلیم اللہ

تم سے آباد ہے جہان آباد
بادشاہ جہان کلیم اللہ

ہے عیاں آپ کا نظام الدین
آپ با عزت و شان کلیم اللہ

سہرا ہے آپ کا شمولِ کمال ۔ کامل کاملان کلیم اللہ

باعثِ فخرِ خواجہ بیچے ۔ رہبر انس و جان کلیم اللہ

اُس پہ اللہ کا نبی کا کرم ۔ جس پہ ہوں مہربان کلیم اللہ

ہونگا تیرے مزار پر قربان ۔ آ پڑا ہوں یہاں کلیم اللہ

ہو ولی سرپرست میرے تم ۔ پھر میں جاؤں کہاں کلیم اللہ

کچھ ظاہر ہے خواہش اکبر
پوری ہو جائے ہاں کلیم اللہ

ابتدا لا الہ الا اللہ ۔ انتہا لا الہ الا اللہ

خلد میں سر شجر کے پتوں پر ۔ ہے لکھا لا الہ الا اللہ

ہو گیا قلب آئینہ جس نے ۔ پڑھ لیا لا الہ الا اللہ

تھا وہ مقبولِ بارگاہ جسے ۔ ورد تھا لا الہ الا اللہ

مرضِ معصیت کے بیمار و ۔ لو دوا لا الہ الا اللہ

پشت پر مہر میں تحریر ۔ خوش نما لا الہ الا اللہ

شمع میں قبر میں زبان پہ ہو ۔ اے خدا لا الہ الا اللہ

ہیں محمد رسول حق برحق ۔ مشغلہ لا الہ الا اللہ

دیکھ پھر دل میں نور کا عالم ۔ کہہ ذرا لا الہ الا اللہ

دیکھا حضرت نے آسمانوں پر ۔ جا بجا لا الہ الا اللہ

خاتمِ حضرت سلیمانؑ پر ۔ نقش تھا لا الہ الا اللہ

عرش و کرسی پہ نور کے خط سے ۔ لکھ دیا لا الہ الا اللہ

گر طالب ہے بہشت کی اے جو
پڑھے لا الہ الا اللہ

مکھڑے پہ وہ گیسو کالے سبحان اللہ سبحان اللہ
ہیں ایک چاند پہ دو ہالے سبحان اللہ سبحان اللہ

ہے معجزہ روشن حضرت شہ نے انگشت شہادت سے
ایک ماہ کے دو ٹکڑے کر ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

معراج کی شب خالق نے بلوا کے ماہ عرب شاہ بطحا
آج امت کو بخشوا لے سبحان اللہ سبحان اللہ

اک جوش میں آکر رحمت کے عصیان تھے جتنے امت کے
دفتر کے دفتر دھو ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

حضرت نے اس امت کیلئے دکھ درد اٹھائے رنج سہے
قربان نواسے کر ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ صلے علی سب عمر تری اللہ اللہ کرنے گذری
اللہ اللہ اللہ والے سبحان اللہ سبحان اللہ

قربان ترے اندازوں کے صدقے ان راز و نیازوں کے
او شاہ بالے کملی والے سبحان اللہ سبحان اللہ

جو الجھا وہ سلجھا ہی نہیں اس پھندے سے نکلا ہی نہیں
ہیں جال بال گھونگر والے سبحان اللہ سبحان اللہ

لب پہ ہے اکبر اللہ کہا چھوٹے پھرتے ہیں ہر سو

وارث کی مے کے متوالے سبحان اللہ سبحان اللہ

ہم کیوں نہ کہیں شہ جن و ملک سبحان اللہ سبحان اللہ
ہے آپکی ہر غنچے میں مہک سبحان اللہ سبحان اللہ

لولاک کا سر پر تاج سہرا والشمس کا غازہ رخ پہ ملا
خوشبو ہے جس کی محشر تک سبحان اللہ سبحان اللہ

اے بلبل گل کی متوالی کیا پھرتی ہے ڈالی ڈالی
آ تو بھی ہمارے ساتھ چہک سبحان اللہ سبحان اللہ

قمری کے لب پر محمد بخدا بلبل کی زبان پر صلّے علے
کہتے ہیں غنچے چٹک چٹک سبحان اللہ سبحان اللہ

جنت میں گئے جب حق کے نبی دیکھی جو ادا پیاری پیاری
بیساختہ بولے حور و ملک سبحان اللہ سبحان اللہ

قربان اس نور کی صورت کے صدقے اس چاند سی طلعت کے
اللہ اللہ اللہ رے چمک سبحان اللہ سبحان اللہ

وحدت نے کھول دیا گھونگھٹ شاہد نے کہا آجا جھٹ پٹ ع
مازاغ کی اب لے لے عینک سبحان اللہ سبحان اللہ

مازاغ البصر ۱۲

بے رنگی بولی رنگ میں آ میری آغوش تنگ میں آ
لے اٹھ گیا پردہ وہم و شک سبحان اللہ سبحان اللہ

جو منہ سے بات نکلتی ہے اس بات میں بات نکلتی ہے
سچ سچ حق حق بیشک بیشک سبحان اللہ سبحان اللہ

اگر تو لکھہ طوطی تو پڑھ قمری تو گا صلصل تو سنا
اے گل تو مہک بلبل تو چہک سبحان اللہ سبحان اللہ

ساقی ہے مرادہ شاہ زمن سبحان اللہ سبحان اللہ
کیا خوب کھلایا دل کا چمن سبحان اللہ سبحان اللہ

جلوے سے ترے ہے کب خالی پھل پھول پھلی پتہ ڈالی
ہے رنگ ترا گلشن گلشن سبحان اللہ سبحان اللہ

نزدیک ہیں یہ یا دور ہیں یہ ہر وقت نشے میں چور ہیں یہ
مستوں کی لگی ساقی سے لگن سبحان اللہ سبحان اللہ

گر دل میں چشم بینا ہو بت خانہ ہو یا کعبہ ہو
گھر گھر میں ہیں اس کے درشن سبحان اللہ سبحان اللہ

وَهُوَ مَعَكُمْ کی پکار آئی اَحَدٌ مِنكُمْ کی بہار آئی
وَ اَنَا بَشَرٌ کی اٹھی چلمن سبحان اللہ سبحان اللہ

کیوں وہم نہ میری ہو ہو ہو آنکھوں میں بسا ہے تو ہی تو
فِي اَنْفُسِكُمْ کا یہ جوبن سبحان اللہ سبحان اللہ

جب ذات کے ساتھ صفات ہوئی وحدت کثرت کی برات ہوئی
ہیں آپ ہی دولہا آپ دولہن سبحان اللہ سبحان اللہ

وہ پچھلی باتیں دور کرو آگے آنا منظور کرو
اب مجھ میں دکھاؤ اپنی پھبن سبحان اللہ سبحان اللہ

جس وقت گرو نے وہی دارو ہر رنگ کا بولا اللہ ہو

انحد سے رنگ دیا تن من سبحان اللہ سبحان اللہ

بہروپ بھروں دیوے جاؤں یہ سب کی زبان سے کہلاؤں
وہ آئی وارث کی جوگن سبحان اللہ سبحان اللہ

آباد رہے یہ میخانہ اکبر کو پلا وہ پیمانہ
ہو مرنے دم تک یہ ہی سخن سبحان اللہ سبحان اللہ

ھٰذا مِن اسماء الحسنیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ
سُبّوحٌ قدّوسٌ اعلیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ
حیٌّ القیومُ قویٌّ قادرٌ ظاہرٌ باطنٌ اوّلٌ آخرٌ
وارثٌ والیٌ اعلیٰ اولیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ
حقٌّ ملکٌ مُنعمٌ مغنیٌ احدٌ صمدٌ نورٌ معطیٌ
سبحانک یا ربّ الاعلیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ
لو کان تمنّاء الجنّت فی کلّ بلاءٍ والعزّت
یا ایّھا الانسانُ اقرأ سبحان اللہ سبحان اللہ

ی	فی رہائی قل اکنتم النظر فی قلب المضطر الحق بجانک فی ھٰذا سبحان اللہ سبحان اللہ	ردیف

نکلتے دانہیں نیکر مکان سے انہیں لڑنا ہر ایک پیر و جوان سے زمین رکھنی ہی سازش آسمان سے کہ سب اللہ اللہ کے جاتی ہیں جہان سے	تمہ گر جائیگا تو آسمان سے مژہ کے تیر ابرو کی کمان سے مجھے مل ملکے دونوں پیٹتے ہیں الٰہی کیا تماشا ہے عدم میں

نظر آئی تجلی کس حسین کی
گری جو برق جلکر آسمان سے

ہے گیسو کے لئے یہ حکم ان کا
کلیجے کو مسوسے دل کو پچھاڑے

یہ میرا درد دل کہتا ہے مجھ سے
چلو اٹھو بس اب تم بھی یہاں سے

بہاریں لوٹ لینے دے جہان کی
کوئی کہدے مری عمر رواں سے

نہ ہم ہوں گے نہ تم ہوگے کسی دن
زمین کہتی ہے رو کر آسمان سے

جو میرا نام اکبر ہے تو اے چرخ
گرا دوں گا تجھے آہ و فغاں سے

لگا اے سر وہ ٹھوکر آستاں سے
وہ گھبرا کر نکل آئیں مکاں سے

یہ کہا دینا تم اپنے پاسباں سے
لڑا کرتے نہیں ہیں میہماں سے

زمانہ میں نہیں دل شاد کوئی
جسے دیکھو ہے شاکی آسماں سے

وہ دل پر داغ میرا لیکے بولے
یہ گلدستہ اٹھا لایا کہاں سے

گیا ہے ساتھ ساتھ ان کے مرا دل
منا لائیگا پھر ان کو وہاں سے

منا لے جذبۂ الفت منا لے
چلے وہ روٹھ کر میرے مکاں سے

جو مانگا ایک بوسہ ہنس کے بولے
کہ بس تشریف لیجا تو یہاں سے

مری غفلت تو دیکھو اس صنم کی
شکایت کر رہا ہوں آسماں سے

پس مردن بھی گر تمنے پکارا
چلا آؤں گا شہر خاموشاں سے

محمد مصطفےٰ آئے زمیں پر
زمیں اب بڑھ گئی ہے آسماں سے

حسیں کسواسطے پیدا ہوئے ہیں
جو گھبراتے ہیں نام عاشقاں سے

وہ اُترے بام سے اور میں یہ سمجھا
خدا کا نور اترا آسماں سے

ڈرے گھبرا گئے سہمے سب وہ / مرے نالوں سے ستّیوں کے فغاں سے
ہجوم عاشقاں سے ڈر کے بولے / یہ مخلوقات آ ٹوٹی کہاں سے
نہ دو گالی عدو کو میرے ہوتے / نہ لو چٹکی کلیجے میں زباں سے
تمھے ہنسنے کھیلنے کے دن تمھارے / یہ باتیں آگئیں تم میں کہاں سے
گیا میں شور کرتا اُنکے در تک / ق کہ میں بھی ہوں گروہِ عاشقاں سے
یہ فرمایا سُنا جب شور میرا / کلیجہ دکھ گیا تیرے فغاں سے
ترا کیا نام ہے اور کون ہے تو / کہاں جاتا ہے آیا ہے کہاں سے
تجھے تیرے دشمنوں پر کیا مصیبت / کہ بچھڑا ہے گروہ دوستاں سے
کہا میں نے کہ آیا ہوں میں سُنکر / تمھارے حسن کا شہرہ جہاں سے
کروں گا رات دن خدمت تمھاری / گھسونگا سر تمھاری آستاں سے

وہ اکبر ہوں کہ ہر کوچے میں سُن لو
مری غزلیں حسینوں کی زباں سے

سرِ مقتل جو لے کر تیغ وہ قاتل نکلتا ہے / کسی کا خون ہوتا ہے کوئی گھائل نکلتا ہے
کہاں جاتے ہو بالیں سے چلے جاؤ ذرا ٹھہرو / کہ دم کے ساتھ ارمانِ دلِ بسمل نکلتا ہے
جھکی غم کی گھٹا جانے سے تیرے اشک جاری ہیں / کہاں تو اب مینہ میں آمہ کامل نکلتا ہے
چمن میں تو سمن میں تو دہن میں تو سخن میں تو / کہیں آسان ہوتا ہے کہیں مشکل نکلتا ہے
بہیں گے خون کس کس کے قضا آئی ہے کس کس کی / الٰہی خیر خنجر لیکے پھر قاتل نکلتا ہے
کوئی ان چاہنے والوں کی آخر انتہا بھی ہے / جسے دیکھو تمھارے حسن پر مائل نکلتا ہے
ستم کو چھوڑ بیجا چھا برا بدنام دنیا میں / جفا کے ساتھ تیرا نام اے قاتل نکلتا ہے

مری حسرت نہ رہ جائے مرا ارمان نہ رہ جائے
فرشتہ بام پر میرا مہ کامل نکلتا ہے

میں ڈر جاتا ہوں گویا وصل کی شب میں نکل آیا
جو بُرقع سے سنور کر وہ مہ کامل نکلتا ہے

یہ مانا دل میں رہتا ہے بوقت جستجو لیکن
پرے تو عرش سے بھی سینکڑوں منزل نکلتا ہے

کہاں ہی تو کہیں ہے تو نہاں ہی تو نہیں ہے تو
جدا ہر رنگ سے ہر رنگ میں شامل نکلتا ہے

نظر بھی یا کوئی میٹھی چھری تھی او بت قاتل
زباں کو چاٹتا زخموں کو ہر گھائل نکلتا ہے

غزل آگے ہوا ہے قافیہ ثابت اہل معنی کا
تو اکبر ہر غزل کی بحر میں کامل نکلتا ہے

بغل میں شیشۂ مے کو نہیں دبائے ہوئے
وہ میرے دل کو لئے جاتے ہیں چرائے ہوئے

سمجھ کے شکوۂ بیجا وہ عرض مطلب کو
میں لگ گئے کہ رقیبوں کے ہیں پڑھائے ہوئے

چمن میں لالہ و گل لوٹتے ہیں آتش پر
یہ انکے شعلۂ رخ کے ہیں گل کھلائے ہوئے

رہا ہے کون تسلی کو دشت غربت میں
بس ایک حضرت دل تھے سو یہ پرائے ہوئے

خیال یار بھی ہمراہ دل چلا اکبر
یہ دو انیس جدا مجھ سے ہائے ہائے ہوئے

جان فدا اس تیغ خوں آشام کے
چھوڑ دو اک ہاتھ دامن تھام کے

اس میں گھولی ہے لب شیریں نے قند
ہم بھی بھوکے ہیں تری دشنام کے

دعوت ناز و ادا کیا کیجیے
دل جگر دونوں ہیں اپنے کام کے

دل میں آ اتریں بلائیں زلف کی
ٹل نہیں سکتے یہ مہمان شام کے

پرسش اعمال بد ہونے لگی
ہو گئے تیرے نکمے کام کے

دیکھ کر تیرے شہیدوں کا بناؤ
رہ گئیں حوریں کلیجہ تھام کے

شام کا شکر ہے یا زلفین تری
ٹوٹے دل اس لام سے اسلام کے

چمکی بزم طرب ہان ساقیا
منتظر ہین ہم بھی دور جام کے

کہا اکبر سوال وصل پا کے
وقت ہین سب آپکے آرام کے

بلا کی ہے روش چشمان تر سے
سمندر کو بھی اس ٹپکے کا ڈر ہے

تری فرقت مین اے خورشید رخسار
جگر پر سوز ہے دل پر شرر ہے

ہمیں الفت صنم میرا تصوّر
نظر کے سامنے آٹھون پہر ہے

ہزارون خوبصورت ہین جہان مین
مگر میری تری جانب نظر ہے

بتا اے شمع محفل سوز عشاق
کہ تو کس انجمن مین جلوہ گر ہے

تو جلدی آ کہ نقشہ زندگی کا
بگڑ جانے مین تھوڑی ہی کسر ہے

نہ چل اترا کے دیکھ او فتنہ قامت
قیامت خفتگان خاک پر ہے

کسی صورت سے میرے سامنے آ
کہان ہے شاہد معنی کدھر ہے

بتا اے ساکن شہر خموشان
کہان وہ تمکنت وہ کر و فر ہے

پری آتی ہے ہان اے ہوش اکبر
تو اڑ جا گر ترے بازو مین پر ہے

اکیلا ہے اکیلا ہے یہ اکبر
زمانہ بھی ادھر ہے تو جدھر ہے

مری بالین پہ وہ رشک مسیحا ہو ہی جاتا ہے
دوا ہوتی ہے تو بیمار اچھا ہو ہی جاتا ہے

فرشتہ ہو پری ہو حور ہو انسان ہو جن ہو
تمہارے حسن پر کوئی شیدا ہو ہی جاتا ہے

رقیب رو سیہ بیٹھا ہے اس کافر کے پہلو مین
خدا کی شان ہے پھولون مین کانٹا ہو ہی جاتا ہے

کھیلنا کھیوٹ کیا سمجھا ہے دل ‌‌ ‌ سیکھا یہ عبرت ستارہ ضحاک سے

دور ہے تو اور مجھ سے راز و نیاز ‌ جستجو سے ... ادراک سے

عرش تک پہنچا ہمارا تیر آہ ‌ خاک بالا تر رہی افلاک سے

دل میں انجم سے زیادہ داغ ہیں ‌ خاک بالا تر رہی افلاک سے

حسرت و ارمان دل سب بہ چلے ‌ خون ہوکر دیدۂ نمناک سے

تا کہ چمکیں صورت سلک گہر ‌ صاف دندان ہیچ مسواک سے

تحفۂ درویش برگ سبز ہے ‌ لو دل کا ہدیہ اس غمناک سے

بولے کس کمبخت کی تربت ہے آج ‌ گرد آڑ آڑ کر لگی پوشاک سے

ہاں رولی سیکھ لے پھر رواں ‌ سیکھ لے اس دیدۂ نمناک سے

پہ لب پان خوردہ شکر شاہ حسن ‌ خوب تر ہیں غنچۂ ضحاک سے

کیسی کیسی صورتیں ترکیب دیں ‌ آب و آتش سے ہوا سے خاک سے

اپنے عشوے اپنے انداز اپنے ناز ‌ پوچھئے سینۂ جگر صد چاک سے

تیرا جلوہ دیدۂ انجم سے کون ‌ دیکھتا ہے پردۂ افلاک سے

کس کا ارمان تھا کہ ہیں کر آبلہ ‌ پھوٹ نکلا ہے دل صد چاک سے

بیخودی میں کہدیا بت کو خدا ‌ شرم آتی ہے خدائے پاک سے

تان دینا چال دینا سیکھ لو ‌ اس بت عیار سے چالاک سے

ہاں نہ کر نخوت کہ ہر اک جوہر و ‌ خاک ہو جاتے ہیں کر خاک سے

کیوں نہیں خوش ہو لئے ہوا ہے ختم
کیا خفا ہو اکبر غمناک سے

کہیں حسن بنکے قبول ہیں کہیں رنگ بنکے وہ پھول ہیں
کہیں نور بنکے رسول ہیں وہ جمال اپنا دکھا گئے

تری جستجو میں کوئی بھی تھی جو ملی نوا اکبر وارثی ہے
وہ بھرے نشہ کی ترنگ ہیں کہ کہیں کہیں کی سنا گئے

پار بیڑا لگا ہوا جانے — جو محمدؐ کو نا خدا جانے
جس نے پی لی شراب مرشد کی — وہ حقیقت کا ذائقہ جانے
ہم تو بس ایک جانتے ہیں تجھے — جو خدا ہو اُسے خدا جانے
اس سمندر کے گھاٹ ہیں لاکھوں — پار اُترے جو راستہ جانے
اے صبا جا سلام کہدینا — تو اگر یار کا پتہ جانے
آن تیری ہزار ہا دیکھیں — شان تیری مگر خدا جانے
جب یہ اُسنے کہا کہ مرتا ہوں — سنکے بولے مری بلا جانے
درد دل کا نہ کر علاج طبیب — عاشقوں کی دوا تو کیا جانے
تیری سنتے ہیں بہت سے واعظ — سن ہماری جو ماجرا جانے
وہی سنتا ہے جس پہ پڑتی ہے — درد کوئی کسی کا کیا جانے

عشق کی چاٹ جس کو ہو اکبر
معرفت کا وہی مزا جانے

کس ہوا خواہ نے ڈالی ہے بنا پنکھے کی — دل کی کلیونکو کھلاتی ہے ہوا پنکھے کی
کلیہ سامان ہیں جو حرکت ہو اپنکھے کی — اس لئے عالم بالا سے ہے جا پنکھے کی
جس مکان میں یہ معلق ہو ہوا جاتے — واہ کیا بات ہے اُٹھے تو صدا پنکھے کی

کھینچنے سے اسے صحت کی ہوا چلتی ہے
گرم موسم میں یہ دلکش ہے ادا پنکھے کی

کیون نہ رشک پر طاؤس ہے اسکی جھالر
ہوگئی اور بھی جھلنے سے جلا پنکھے کی

دل کو تفریح نگاہوں کو نہایت ہے زیب
ہے مشتاق جس دل آویز ہوا پنکھے کی

اس کی جھالر ہے جو زینت کا ہے سہرا
بنگئی آکے دلہن باد صبا پنکھے کی

وجد میں صوفیوں کی طرح رہا کرتا ہے
آؤ کھا لو کہ تبرک ہے ہوا پنکھے کی

کس عرق ریزی سے تیار کیا ہے اکبر
کیون نہ مرغوب ہو ہر ایک ادا پنکھے کی

دل کا بدلہ یہ دلربا دیدے
شربت وصل کا مزا دیدے

چشتیہ رنگ رہنما دیدے
منزل یار کا پتہ دیدے

جام کثرت سے تلخ کامی ہے
مئے وحدت کا ذائقہ دیدے

منت آئے ہیں ہاتھ پھیلائے
کچھ تو اے صاحب عطا دیدے

زنگ کثرت مٹا کے یا مرشد
دل کے آئینہ کو جلا دیدے

میکدے کی ہو خیر اے ساقی
ایک ساغر شراب کا دیدے

دینے والا ہے اور ہی داتا
پاس جس کے نہ ہو وہ کیا دیدے

پھیری والا فقیر آیا ہے
اپنا جھوٹا بچا کچا دیدے

مار ڈالا فراق جانان نے
کوئی اس درد کی دوا دیدے

دیکھ لون پھر جمال مرشد کا
اتنی مہلت مجھے قضا دیدے

[illegible] پائیگا ضرور اکبر
[illegible] مرشد کا واسطہ دیدے

حضرت مخدوم شاہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی

اے نورِ چراغِ لم یزلی مخدوم نصیر الدین ولی
سب کے وارث سب کے ولی مخدوم نصیر الدین ولی

حاصل ہے جمالِ دین تمھیں روشن ہے کمالِ دین سے
اے جانِ نبیؐ اے شانِ علیؑ مخدوم نصیر الدین ولی

تم نورِ جمالِ **قطب الدین** رنگِ گلستانِ **فرید الدین**
اے شاہ **نظام الدین** ولی مخدوم نصیر الدین ولی

سامان تمھیں کو سب شاہانہ پہنا ملبوس فقیرانہ
نخوت کی ردا تمھیں کملی مخدوم نصیر الدین ولی

روضہ پہ نور برستا ہے آوازہ چاند پہ کستا ہے
ہو کیوں نہ چراغاں میں دہلی مخدوم نصیر الدین ولی

ہو دل کا کلس اس قبے پر پلکوں کی ڈیوڑھی ہو جھالر
آنکھوں کے پردوں کی جالی مخدوم نصیر الدین ولی

ناسوت میں رم کرکے ہر سو چرتے پھرتے ہیں تیرا آہو
لاہوت کے بن کے ہریالی مخدوم نصیر الدین ولی

اس در پہ ہے جان کھونے کو دل جبیں قربان ہونے کو
دل کیوں نہ کہے دہلی دہلی مخدوم نصیر الدین ولی

	ملجا و اکبر عاصی ہے کالی ہو شیدا عاصی ہے	

ہو وصل تو دھاجاتے وصلی مخدوم نصیر الدین ولی

حضرت مولانا فخرالدین فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ چشتی

اے فخرِ محمد فخرِ علی مولانا فخر الدین ولی
ہے عرشِ علا تیری کرسی مولانا فخر الدین ولی

محبوب معین الدین چشتی مولانا فخر الدین ولی
ہم رازِ نبی مکی مدنی مولانا فخر الدین ولی

خادم ہیں جن و بشر قدسی لیکن ہے پھر بھی تجھ سے لی
قطب العالم کی دربانی مولانا فخر الدین ولی

حضرت کے تن پر چسپت ہوا یا تم پر آ کر درست ہوا
یہ خلعتِ الفقر فخری مولانا فخر الدین ولی

رنگ فخری سے تازہ کیں وارث سے فخر رنگ رنگ ہیں
تمہیں جتنی صفیں اگلی پچھلی مولانا فخر الدین ولی

سیراب مجھے بھی تم کر دو اپنی الفت میں گم کر دو
بھر دو گگری بھر دو گگری مولانا فخر الدین ولی

اس در سے خالی نہ گیا جس نے جو مانگا وہ پایا
سرکار ہے تیری البیلی مولانا فخر الدین ولی

پرلا دو مری امیدیں سب عرضِ مطلب ہے ترکِ ادب
ہے کونسی تم سے بات چھپی مولانا فخر الدین ولی

گن گاؤں گا گن مانوں گا ۔۔۔ جب جانوں گا

ہو آئی ہے سینہ بسینہ چلی مولانا فخر الدین ولی
اس در سے آس لگائے ہے وارث دانا کے صمد
منظور ہو اکبر کی عرضی مولانا فخر الدین ولی

محبوب الٰہی حضرت سلطان نظام الدین اولیاء زری زربفت

نظام الدین محبوب الٰہی
ہے شایاں تجھ پہ شان کج کلاہی
ہے تو ایسا امیر ملک عرفان
کہ خسرو ہیں ترے در کے سپاہی
تو وہ خورشید وحدت ہے کہ تیری
تجلی گاہ ہے مہ تا بماہی
ترا وعدہ ہے تیرے سلسلے میں
دیا ہے جو نہیں سکتی تباہی
وضو کرلے جو تیری باوری میں
رہے باقی نہ داغ روسیاہی
حضوری ہو وہاں تیرا امتی کو
سیاہیں ڈوب مرے بے گناہی
وہ کی گنج شکر بابا نے پوری
جو بات اس یوسف مصری نے چاہی
مری مہر و تبرک کے بہانے
تجھے نعمت کے دیدے چاند شاہی

ہے چشتی والٹی فخری نظامی
کرے پھر کیوں نہ اکبر بادشاہی

یا الٰہی کون یہ رشک قمر آنکھوں میں ہے
زینت عرش معلی جلوہ گر آنکھوں میں ہے
تو ہے آباد اس میں تو یہاں ہو آتے جاتے
تیرا گھر ہے دل میں تیری رہگذر آنکھوں میں ہے
ہاں ہی ڈالا ہے دیکھا نگاہ ناز سے
تیری ان پلکوں میں جادو کا اثر آنکھوں میں ہے
تو خبر لینے نہیں آتا تو کچھ پروا نہیں
تیری صورت تو بسی اے بے خبر آنکھوں میں ہے

آنکھ والے دیکھتے ہیں سب ہی جوبن کی بہار
لن ترانی تھی جہاں تھی بات تو اپنی آنکھ ہے

تو ہے ہر یک میں نور ہر شے جلوہ گر آنکھوں میں ہے
جنے دیکھا کحل مازاغ البصر آنکھوں میں ہے

ڈھونڈتا پھرتا ہے اکبر دیر و کعبے میں جسے
اسکو غافل دیکھ آنکھیں کھول کر آنکھوں میں ہے

نورٌ من نور اللہ سے احد احمد کا روپ دکھاوت ہے
کھول میم کی چادر اوڑھت ہے کہوں آپ ہیں آپ سماوت ہے
ایسی بھی کیا ہے بیتابی کیوں عرش پہ آوت جاوت ہے
ہم جانت ہیں تورے من کی تو امت کو بخشاوت ہے
والّیل کا لٹکا زلفن میں والشمس کا متبسم چتون میں
مازاغ کا سرمہ نینن میں کیا روپ انوپ دکھاوت ہے
تجھ سا نہیں کوئی جہان میں وہی نوری کرپا سے موری بابنی
یا سیدنا کی مانی نور رسول کریم کہاوت ہے
بطحا جنگل طیبہ بن میں ڈھونڈت ہوں گلین گلین میں
آجا آجا مورے نینن میں کیوں دیس بدیس پھراوت ہے
کاندھے پہ ڈالے بردیمن ہونٹن پر کلمے سمرن
دکھلاکے انا بشر کی پھبن توحید کا رنگ جماوت ہے
مجھسا کوئی جگ میں کورا نہیں مورے پاپن کی کچھ تھاہ نہیں
یارب اغفرلی وہ جپنی کہ تو رب غفور کہاوت ہے
سب ماتا پتا کل ناری اس سیدنا کے بلہاری

یارب ہلی اُمّت کی جوہر کو کوک شاوت ہے

ایک ماہِ بدن گورا سابدن نیچی نظرین کل خبرین
کملی اوڑھے زلفین چھوڑے دل چھینتے من بھاوت ہے

اوگن کی گھٹا ئین ہین چھائین کرپا ہو اکبری باتین
اے کلجگ ست جگ کے سائین تو کل کی لاج رکھاوت ہے ،

بخوبی چو گل بے نظیر آمدی — بصورت دلپذیر آمدی
بہر رنگ شد قدرتت آشکار — علیٰ کل شئی قدیر آمدی
کہا تجلی الٰہی اذکائنات — بشان بشیر و نذیر آمدی
علی نام کردی بملک عرب — بسوئے غریبان امیر آمدی
بمنصور بانگ انا الحق زدی — بسلطان پے دار و گیر آمدی
باشکال ہر تحتی رنگہا — بنوع سمیع و بصیر آمدی

بگیرا تجہ بے خواہی اکبر بگیر
بدرگاہِ وارث فقیر آمدی

بتون مین کیون یہ شانِ کبریائی ہوتی جاتی ہے
کہ ان کے حکم مین ساری خدائی ہوتی جاتی ہے
وہ برسون سے خفا تھے مدتون روٹھے بیٹھے تھے
خدا کا شکر ہے اب تو رسائی ہوتی جاتی ہے
مین اُن کو پیار کرتا ہون وہ مجکو گالی دیتے ہین
بھلائی کرتا جاتا ہون برائی ہوتی جاتی ہے

یا تو بس کو بھی چھوڑو یہیں یا مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا
کیا کہوں غم کا یہ قصہ فسانہ ہو گیا قافلہ سب روانہ
رہ گئی کہتی ہیہات صغرا مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا

دیگر	بولی زینب یہ لاشہ پہ رو کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر جان قربان ہو میری تم پہ سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر	نوحہ

میری آغوش الفت کے پالے میرے بھائی کے گھر کے اجالے
خاک دھون پہ سر نہ تکیہ نہ بستر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
ہائے اس فکر میں ہوں میں غمگین کس طرح ہو گی تجہیز و تکفین
یاں کفن بھی نہیں ہے میسر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
مجھکو تھی اسقدر تم سے الفت آگے آئی جو نورانی صورت
دیکھتی بھی نہ تھی آنکھ بھر کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
میں نے پالا تھا تم کو تو بولو لاڈلے اپنی آنکھیں تو کھولو
جاگو جاگو شبیہ پیمبر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
اٹھو اٹھو نبی کے نواسے کچھ تو بولو مرے بچے پیاسے
دیکھو تو ذرا سر اٹھا کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
تھی یہ خواہش کہ دولہا بنا کے میں تو شادی تمہاری رچاتی
سب گئیں حسرتیں خاک ہو کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر

	کیا لکھوں غم کی اکبر حقیقت ہو گئی بیکسو کی جو حالت جب کیا بین زینب نے رو کر سو رہے ہو کہاں	

اگر آئیں کرم ہوگا سہرا سر ہدایت یار ہادی یار خاں پر

ہے شرکت آپ کی عین عنایت
وگرنہ عمر بھر ہوگی شکایت

سہرا

کھلا شادی کا گلدستہ مبارک ہو مبارک ہو
بصد حشمت بصد شوکت بصد عزت بصد [illegible]
ہے ہادی یار خاں صاحب ہدایت یار خاں صاحب
بنا ہے گھوڑچڑھی کے وقت جو ہمراہ دولہا کے
خوشی کا لطف شادی کی پھبن بارات کی [illegible]
پھبن پھولوں کے سہرے کی رخ روشن پہ دولہا کے
یہ بزم ہے یہ ہمایاں یہ شاہد یہ چمن
مسرت کا سماں شادی کا حسن آرائش کی [illegible]
تماشا ہے بہاراں شوخ گل بوٹوں کے سہرے کی

یہ بھیجت یار خاں سہرا مبارک ہو مبارک ہو
سجی پت بیاہ جاما مبارک ہو مبارک ہو
یہ نور چشم کا سہرا مبارک ہو مبارک ہو
محبت یار رشتہ بالا مبارک ہو مبارک ہو
بہار بزم کا جلوہ مبارک ہو مبارک ہو
ہے گویا چاند پر ہالا مبارک ہو مبارک ہو
یہ غل یہ شور یہ نوشا مبارک ہو مبارک ہو
مبارک بیاہ کا لڈو مبارک ہو مبارک ہو
تمہیں نوشاہ سہرا یہ مبارک ہو مبارک ہو

دعا اکبر کی ہے اللہ تعالیٰ نیک تم ہو
رسول پاک کا سایہ مبارک ہو مبارک ہو

سہرا شادی برخوردار عبد اللطیف منعقدہ ۱۹ محرم ۱۳۴۳ھ
بمقام بالاپور برادر زادہ مصنف

ذات حق کو تھا اشتیاق اُن کا
جان بحق ہو گئے شفا نہ ہوئی

کون لیتا بجز خدا ہم سے
قیمت لعل بے بہا نہ ہوئی

آج کیا بولتی ہے اے شوخی
سامنے اُن کے لب کشا نہ ہوئی

لب افسوس سے ہو تاریخ
بلبل خوش بیاں روانہ ہوئی

اب تڑپتے ہیں ہم وہ گل نہ رہا
رہ گئے خارِ غم وہ گل نہ رہا

اختتام دعا

بخشدے خالق جہاں آمین
ہر سیہ کاری یہاں آمین

بخشی غفار ایسی بلبل کو
شاخ طوبیٰ پہ آشیاں آمین

کرچکی آفتاب محشر سے
تیری رحمت میں ہو اماں آمین

حشر کے روز اُن کے سر پر ہو
چتر رحمت کا سائباں آمین

پار ہوں پل صراط سے دم میں
بطفیل شہ زماں آمین

حوریں خدمت کو اور رہنے کو
باغ جنت میں ہو مکاں آمین

جائیں آل رسول کے ہمراہ
جانب گلشن جناں آمین

وہ نہیں ہم رہیں تمام رہیں
باغ جنت میں شادماں آمین

سب کی بخشش ہو خالق اکبر
یہ دعا ہو نہ رائیگاں آمین

ختم یہ ہوتے ہو حاصل خیر
سب کا یارب ہو خاتمہ بالخیر

سخن فہم کی عقل حیران ہے یان — سخنور کا یان قافیہ تنگ ہے
حدیث نبی کا کیا ترجمہ — کلام الٰہی کی تفسیر تنگ ہے

سہولی عجب ہے کہ اکبر نے سب کہا ہے
لکھو اس کا سن اشتہا شہر تنگ ہے

قطعہ تاریخ دیوان علی احمد صبرکتی شاگرد حضرت مصنف

اللہ جزا دے علی احمد تجھے اس کی — کیا خوب لکھا وصف شہ جن و بشر ہے
سہولی کی لڑی ہے تری ہر مصرعۂ موزون — وصف شہ لولاک کا سہرا ترے سر ہے
پھر کیوں نہ یہ دیوان ترا کونین میں مقبول — ہے اس میں ثنا ان کی جنہیں کل کی خبر ہے
سننے سے ثنا خوان کے ہے پڑھنے سے نا رنگ — کان اس پہ فدا ہوتے ہیں قربان نظر ہے
مضمون کے مضامین ہیں ترا ہو گیا حصہ — اک سخن فہم سخنور سے تو دور ہے
ہیں پایان میدان فصاحت میں سخن کے — ہر نکتہ قلم سحر ہے تو شعبدہ گر ہے
دو اسم مقدس سے مشرف ہے تخلص — یوں شعر کہ نظم ترے نام سے سر ہے
یہ نعت مناجات غزلیات روایات — مقبول ہوا ہوں یہ دعا شام و سحر ہے
ہر فرد نشہ کے ترے پاتے ہیں اس کو — تیرے سخن پاک میں جادو کا اثر ہے
پھر دیکھئے کیفیت جو ہوا کیسے ہر اک نعت — خوشبو کے لئے تھوڑا سا پالان میں اگر ہے
اس نعت کے دیوان سے تجھے ہو گئی آسان — منزل عقبیٰ کیلئے زاد سفر ہے
فرمائیگا اللہ تجھے روز قیامت — لے نعت کے انعام میں جنت ترا گھر ہے
اڑ جائیگا لے کر تجھے گلزار جنان کو — بلبل ہی تو یہ نعت کا کاغذ ترا پر ہے

تو ہی دیر و حرم کا ہے والی
تجھ سے کوئی جگہ نہیں خالی

درد میں دکھ میں سب کے ساتھ ہے تو
کل کا حلّال مشکلات ہے تو

ہے تو دکھتے دلوں کا چارہ ساز
اے میرے کبریا غریب نواز

بات بگڑی ہوئی بناتا ہے
ناؤ ڈوبی ہوئی تراتا ہے

میکدوں والے معرفت والے
سب ترے عشق میں ہیں متوالے

بطفیل محمد عربی
بہر اصحاب پاک و آل نبی

ہو نگاہ کرم کرم والے
ہاتھ پھیلا رہے ہیں غم والے

بخش اکل حلال و صدق مقال
نیک خو صاف قلب پاک خیال

ناز ہے تجھ پہ تیرے بندوں کو
دے مرادیں مرادمندوں کو

نہ ہو دنیا میں کوئی لاوارث
سب پہ ظل علی ہو یا وارث

ہو نگاہ کرم امیدوں پر
رحم فرما ستم رسیدوں پر

جو کہ اولاد کے ہیں خواہشمند
دے خدا انکو دختر و فرزند

لے خبر ہم تباہ کاروں کی
مغفرت کر گناہ گاروں کی

بھر کے پیمانہ شریعت دے
اپنے محبوب کی محبت دے

تیرے محبوب کی ہیں امت میں
شرم رکھیو قیامت میں

ہاں دکھا دے بہار جینے کی
ہو زیارت ہمیں مدینے کی

جس جگہ مومنوں کا مدفن ہو
واں محمد کا نور روشن ہو

باپ مات بھائی اور کل مومن
بخشدینا خدا جزا کے دن

ہوں نہ میزان عدل میں ہلکے
پل سے اک پل میں پار ہوں چلکے

دونون عالم مین آبرو دینا
اپنے بندون کی جب بات لینا

حشر کے دن ہو قاضی الحاجات
آل و اصحاب مصطفٰے کا ساتھ

گر محمدؐ کا ساتھ ہو جائے
پھر تو گویا نجات ہو جائے

نزع مین راہزن نہ ہو شیطان
نام حضرت کا لیکے دیدون جان

یا محمدؐ مین لون عدم کی راہ
کہتے ہی لا الہ الا اللہ

آپ کے نام پر مین مرجاؤن
عاشقون مین یہ نام کرجاؤن

پورا یارب طفیل احمدؐ ہو
بانیٔ بزم کا جو مقصد ہو

جسقدر حاضرین محفل ہون
سب کی یارب مرادین حاصل ہون

جتنے ہین سامعین با تمکین
یہ دعا سنکے سب کہین آمین

اے خدا صدقہ آل طٰہٰ کا
خاتمہ ہو بخیر اکبر کا

جدید غزلیات

تیرے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا
ثواب ہو گئے سارے عذاب کیا کہنا

شفیع حشر رسول کریم ختم رسل
حبیب پاک تمہارے خطاب کیا کہنا

تمام اگلے صحیفون کو کردیا منسوخ
رسول پاک تمہاری کتاب کیا کہنا

گناہ گارون نے جب منہ سے یا غفور کہا
برس پڑا ہے کرم کا سحاب کیا کہنا

خدا کا مان کے کہنا کیا ہے کہتے ہین
تمہارے کہنے کا عالی جناب کیا کہنا

ثنا کے نعت نکیرین کو کیا خاموش
تمہارا اکبر حاضر جواب کیا کہنا

انیس محفل شاہ و گدا سلام علیک
جلیس مجلس عرش علے سلام علیک

طبیب خلق حبیب خدا سلام علیک
دواے درد دل مبتلا سلام علیک

ز خاک ہند بہ اے صبا سلام علیک
رسان بجلوہ گہ مصطفے سلام علیک

غریب پرور و بیکس نواز رحمت کل
پناہ عام شفیع الورے سلام علیک

بصد نگریہ و زاری ز ما گدایانش
بہ بارگاہ شہنشاہ ما سلام علیک

رسول پاک علیک الصلوٰۃ والتسلیم
نبی خالق ہر دو سرا سلام علیک

ضیاے شمع شبستان حق علیک سلام
بہار انجمن کبریا سلام علیک

رسد ز اکبر بیچارہ پائی ہر دم
ہزار بار بروح شما سلام علیک

کفر میں ایمان کا پہلو نظر آیا مجھے
لا الہ میں جب الا ہو نظر آیا مجھے

دل ہوا آنکھوں کے صدقے جان نگاہوں کو نثار
کس ادا سے ساقی گلرو نظر آیا مجھے

کس غضب کی تو نے اے ساقی پلائی ہے شراب
سارے میخانہ میں تو ہی تو نظر آیا مجھے

پڑ گئی جس پر نظر وہ ہو گیا رند خراب
اُس کی چشم مست میں جادو نظر آیا مجھے

میری خود بینی نے ڈالا تھا ترے چہرے پہ نقاب
جب نہ میں باقی رہا تب تو نظر آیا مجھے

تیرے جلووں پر نگاہیں ہو رہی ہیں لوٹ پوٹ
اچھی اچھی صورتوں میں تو نظر آیا مجھے

پی کے جام وارثی اکبر سوا اُس ذات کے
عالم فانی مقام ہو نظر آیا مجھے

تضمین بر شعر مشہور

تو ہو کر مہربان الفت سے خدمت میں بلا لیجیے
فنا ہو کر الگ تجھ سے نہ میری فاتحہ کیجیے

اجل جلدی سی لینے کیلئے بالین پہ آ بیٹھے
جہاں تو سامنے ہو واں نہا کر غسلہ بیٹھے

تمنا ہے درختوں پر تری روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

حرم میں جو کبوتر ہیں مقدر کے ہیں سیدھے
بلا گردانِ الفت جالیوں کی سمت ہیں اُڑتے

اڑاتے ہیں مزے وہ قبۂ پر نور پر کیسے
اسی صورت سے بلبل کی طرح اے گل مدینے کے

تمنا ہے درختوں پر تری روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

بڑی ہی شرم ہو گذریں ہیں نافرمانیاں حد سے
خجالت سے جھکا ہی سر ہے مارے ہی ندامت سے

گناہوں سے خجل ہوں منہ نہیں قابل دکھانیکی
بس اب تو اسے ہماری مغفرت کے مانگنے والی

تمنا ہے درختوں پر تری روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

تقریظ و تاریخ از جناب سیدنا محمد علی صاحب
رئیس ہاپوڑ وکیل میرٹھ

الحمد للہ والمنۃ عجب شان ہے اس پروردگار عالم کی کہ جس نے ہیجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور سب سے افضل ہمارے خاتم النبی کو شرف عطا کیا ۔ خود اللہ جن کی نسبت اپنے کلام پاک میں — لولاک لما خلقت الافلاک فرماتا ہے اور ان کو اور ان کی آل پاک کو طیب

ظاہر پیدا کیا جن پڑھنا ہر مسلمان پر واجب کیا ہے اس موجد عالم نے ہر انسان کو قوت گویائی عطا کی - گویائی کی صفت یہ ہے کہ خدا اور اوس کے برگزیدہ نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پاک کو یاد رکھے - دوستی آل پاک بچانے والی عذاب جہنم کی ہے گویائی کے معنی صاف یہ ہین کہ حمد و نعت و منقبت مین زبان کو مصروف رکھے - حسّان سے لیکر آج تک نعت و منقبت سرور کائنات قصیدہ و غزل لکھتے چلے آئے ہین یہ سلسلہ انشاءاللہ تعالیٰ تا قیامت جاری رہے گا زمانۂ حال مین میرے مہربان محمد اکبر خان صاحب اکبر وارثی بجولوی ثم المیرٹھی ابتدائے عمر سے نعت و منقبت لکھتے رہے اون کے کلام مین فصاحت ایسی ہے کہ کلام قدمائے متقدمین کا مزا آتا ہے مولنا نظامی و جامی علیہ الرحمۃ وغیرہ کا سا ڈھنگ ہے اور سعدی و خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ ہے - عام فہم کیسا ہے کہ ہر دل کو مرغوب ہے تمام لوگ اس کو شوق سے دیکھتے ہین - پیر و جوان پر کیا منحصر ہے نو دس برس کا بچہ بھی رغبت سے اس کا شائق ہے - خالصاً سچے دل سے عشق خدا اور رسول مین مستغرق ہین یہانتک کہ خان صاحب موصوف نے اپنے کو وقف کردیا ہے جہان کہین مجلس میلاد شریف مقرر ہوتی ہے تھوڑی سی اطلاع پر شریک مجلس ہوتے ہین اور میلاد شریف بہت ذوق شوق سے پڑھتے ہین یہ دیوان نعت اونکا تعنیف زیر طبع ہے جسکی تاریخ لکھتا ہون

قطعۂ تاریخ

زہے دیوان خاص اکبر خان — کہ فصاحت بود در او مکین
اے محمد علے پئے تاریخ — گفت ہاتف ریاض اکبر این

حق تصنیف محفوظ ہے کوئی چھاپنے کا ارادہ نہ کرے

حضرات

خدائے پاک کے فضل وکرم سے ہمارا کتب خانہ تقریباً چالیس سال سے نہایت خوش اسلوبی سے پبلک کے خدمات بجالا رہا ہے اور جس دیانت داری سے کام کر رہا ہے اس سے وہی حضرات بخوبی واقف ہیں جو ہم سے ایک مرتبہ بھی معاملہ کر چکے ہیں جملہ علوم وفنون کی کتب فارسی - عربی - اردو - ناگری مطبوعہ بمبئی - لکھنو کانپور - آگرہ - متھرا - لاہور - دہلی - اور میرٹھ وغیرہ کا ایک بڑا ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے جو نہایت رعایت وکفایت کے ساتھ فروخت کی جاتی ہیں اگر نیند تو آپ ضرور فرمائش ارسال فرما کر ہماری خوش معاملگی کا امتحان فرما لیجئے تجربہ ہی ایک عمدہ کسوٹی ہے - مگر فرمائش ارسال کرنے سے قبل براہ کرم شرائط ذیل کو ضرور پڑھ لیجئے تاجرانہ فہرست علیحدہ ہے ✤

(۱) فرمائش نہایت صاف اور خوشخط معہ مفصل پتہ کے تحریر فرمائیے تاکہ پڑھنے میں دقت نہ ہو

(۲) آٹھ آنہ سے کم کی کتابیں منگانے میں محصول کا خرچ زیادہ ہوگا مرکی کتابیں پوری کر لینے میں آپ کو فائدہ ہے -

(۳) درخواست کے آنے کے بعد پندرہ روز تک پارسل کا انتظار کرنا چاہئے اسلئے کہ کوئی کتاب کتب خانہ مین موجود نہین ہونی تو دوسری جگہہ سے منگاکر ارسال کیجاتی ہے
(۴) جواب طلب امور کے لئے آدہ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے۔ بیرنگ خط واپس کیا جائیگا

سلطان سکندر شاہ بن بہلول

نے ایک روز سر دربار فرمایا کہ ہرچند طب یونانی عالی مرتبہ ہے مگر باشندگان ہند کے مزاج کے مطابق کم ہے ارکین دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ اس کے تین سبب ہین اول تو اختلاف سرزمین۔ دوم تفاوت موسم و آب وہوائے ہر دیار۔ سوم یہ کہ چونکہ فن طب یونانی سے فارسی اور عربی مین منتقل کیا ہوا ہے اور تاویل و تعبیر ایک زبان کے دوسری زبان مین سے اکثر جگہہ مشکل ہوتی ہے ایسی حالت مین بعض چیزون کی اصلیت اور ماہیت مین مخالفت ہوجانا بہت ممکن ہے سلطان نے سنکر حکم دیا کہ اچھا سشرت

وجوگ ورس رتناکر و سارنگ دھر و مادھوندان وغیرہ وغیرہ

(جو کتب بیدک مین) ترجمہ فارسی زبان مین کیا جاوے اور جن الفاظ مین فارسی ترجمہ ہونے کے وجہہ سے مخالف ہو انکو بجنسہ بحاشہ مین رکھا جاوے چنانچہ حکم کی تعمیل کیگئی بعد اسکے اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے فارسی زبان سے اردو مین ترجمہ ہوا جسکا نام **مجربات اسکندری ہے** کیا کہنا ہین العلم و علمان علم الابدان علم الادیان کے ماننے والے یہ تحفہ بے بہا خرید کرین اس کتاب مین ایکسو پچیس فصل ہین اور تین باب ہین پہلا باب مقدمات علاج مین ہے دوسرا خلقت انسانی و تشریحات اعضا مین تیسرا علامات امراض اور اسکے مجرب علاج مین ہے حقیقت مین دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے طبیبون بیدون عطارون عطائیون ہر شخص کو مفید ہے (تقطیع) سایز کلان مطبوعہ کاغذ قیمت عہ

حضرات

خدائے پاک کے فضل و کرم سے ہمارا کتبخانہ
تقریباً چالیس سال سے نہایت خوش اسلوبی سے پبلک کی خدمات بجا لا رہا ہے
اور جس دیانتداری سے کام کر رہا ہے اس سے وہی حضرات بخوبی واقف ہیں جو ہم سے ایک مرتبہ بھی معاملہ کر چکے ہیں
جملہ علوم و فنون کی کتب فارسی عربی اردو ناگری مطبوعہ بمبئی لکھنؤ کانپور آگرہ متھرا لاہور دہلی اور میرٹھ وغیرہ کا
ایک بڑا ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے جو نہایت رعایت اور کفایت کے ساتھ فروخت کی جاتی ہیں ایک مرتبہ تو آپ ضرور فرمائش
ارسال فرما کر ہماری خوش معاملگی کا امتحان فرما لیجئے تجربہ ہی ایک عمدہ کسوٹی ہے مگر فرمائش ارسال فرمانے سے قبل براہ کرم شرائط
ذیل کو ضرور پڑھ لیجئے تاجرانہ فہرست علیحدہ ہے (۱) فرمائش نہایت صاف اور خوشخط مع مفصل پتہ کے تحریر فرمائیے
تاکہ پڑھنے میں وقت نہ ہو (۲) ۔/۸ سے کم کی کتابیں منگانے میں محصول کا خرچ زیادہ ہوگا ۔/۸ کی کتابیں ادھیا کر کے
آپکا فائدہ ہے (۳) درخواست آنے کے بعد دس روز تک پارسل کا انتظار کرنا چاہئے اسلئے کہ کوئی کتاب کتبخانہ میں موجود
نہیں ہوتی تو دوسری جگہ سے منگا کر ارسال کیجاتی ہے (۴) جواب طلب امر کیلئے ۔/۱ کا ٹکٹ آنا چاہئے ورنہ بیرنگ خط واپس
کیا جائیگا فہرست کتب کلاں طلب کرنے پر ارسال کیجاتی ہے محصول ڈاک بذمہ خریدار
(۵) ترسیل زر و جملہ خط و کتابت بنام

ابو المظفر حافظ محمد شرف الدین احمد مالک کتبخانہ شرف التجارت و پروپرائٹر کتبخانہ
شیخ علاؤ الدین صاحب شہر پیرزادہ

اشتہار